۱۶ رشوال المکرم ۸۹ھ ۲۶ دسمبر ۶۹ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امسی قال "امسینا وامسی الملک للہ، والحمد للہ، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" قال الراوی: اراہ قال فیھن: "لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر، رب اسألک خیر ما فی ھذہ اللیلۃ وخیر ما بعدھا، واعوذ بک من شر ما فی ھذہ اللیلۃ وشر ما بعدھا، رب اعوذ بک من الکسل وسوء الکبر، اعوذ بک من عذاب النار، وعذاب فی القبر، واذا اصبح قال ذلک ایضا" اصبحنا واصبح الملک للہ" رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی تو یہ کلمات کہتے (ترجمہ) داخل ہوئے ہم شام میں اور ملک بھی اس حال میں کہ ملک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ تعالےٰ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں (راوی کا بیان ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ کلمات بھی اسی دعا کے ضمن میں فرمائے ہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے حمد ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس رات کے بعد ہے۔ اور میں تجھ سے اس رات کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس کے بعد کی برائی سے۔ اے اللہ تجھ سے سستی اور کاہلی اور برے بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور عذاب نار اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور جب صبح ہوتی۔ تو آپ اس طریقہ سے کہتے کہ اصبحنا و اصبح الملک للہ بجائے امسینا و امسی الملک للہ کے (مسلم)

وعن عبد اللہ بن خبیب بضم الخاء المعجمۃ، رضی اللہ عنہ قال: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اقرأ قل ھو اللہ احد والمعوذتین حین تمسی وحین تصبح، ثلاث مرات تکفیک من کل شیء" رواہ ابو داود، والترمذی و قال، حدیث حسن صحیح

حضرت عبداللہ بن خبیب (خا معجمہ کے پیش کے ساتھ ہے) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ "قل ھو اللہ احد" اور "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" ہر صبح اور شام کو تین مرتبہ پڑھا کرو، اس لئے کہ یہ ہر ایک چیز سے تم کو کفایت کرے گی (یعنی تمام مصائب و آلام اور خاص کر جادو وغیرہ سے) ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا۔ حدیث حسن ہے

وعن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما من عبد یقول فی صباح کل یوم و مساء کل لیلۃ: بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم، ثلاث مرات الا لم یضرہ شیء" رواہ ابو داود والترمذی" وقال حدیث حسن صحیح

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ بھی ایسا نہیں ہے۔ جو ہر دن کی صبح اور ہر رات کو شام میں یہ دعا تین مرتبہ پڑھے "بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء و ھو السمیع العلیم" یعنی صبح کی میں نے اور شام کی اس خدا کے نام سے جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز آسمان اور زمین میں ضرر نہیں پہنچاتی۔ (اور اللہ تعالےٰ سمیع علیم ہے) مگر یہ کہ کوئی چیز اس کو ضرر نہیں پہنچائیگی اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے حدیث حسن صحیح ہے۔

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد، فاکثروا الدعاء" رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے۔ جب سجدہ کی حالت میں ہو (سجدہ میں) دعا بہت کیا کرو۔ (مسلم)

وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یستجاب لاحدکم مالم یعجل: یقول: قد دعوت ربی فلم یستجب لی" متفق علیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب تک کہ جلدی نہ کرے۔ کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ تو میری دعا قبول نہیں کی گئی۔ (بخاری ومسلم)

وفی روایۃ لمسلم: "لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم، مالم یستعجل" قیل: یا رسول اللہ ما الاستعجال؟ قال: یقول: قد دعوت، وقد دعوت، فلم ار یستجیب لی، فیستحسر عند ذلک و یدع الدعاء۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے

(باقی صـ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

شوال المکرم ۱۳۸۹ھ
۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۱

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

اسلامی معاشرہ میں مساجد کی مرکزیت

قرونِ اولیٰ کا اسلامی معاشرہ بحال کرنے کے لئے مسجدوں کا رُخ کیا جائے!

اطلاعات اور قومی امور کے مرکزی وزیر جناب نوابزادہ شیر علی خاں نے لاہور میں پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"پاکستان میں مساجد کو تمام سرگرمیوں کا مرکز و محور بنایا جائے اور مسجدوں کو قرونِ اولیٰ کے مسلم معاشرے میں جو حیثیت حاصل تھی کوئی وجہ نہیں کہ اسے آج بھی بحال نہ کیا جائے۔

انہوں نے کہا، مسلمان جس زمانے میں صحیح اسلامی جذبے سے سرشار تھے اور ان کا معاشرہ نیکیوں سے مالا مال تھا لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مساجد کے ساتھ گہرے طور پر وابستہ تھی، اور مسجدیں صرف عبادت ہی کا مرکز نہ تھیں بلکہ پارلیمنٹ، عدالت، قومی خزانہ، دارالعلوم، جنرل ہیڈ کوارٹر، کانفرنس ہال، دفتر معلومات، سرکاری مہمان خانہ، جائے مشاورت اور دیگر ہر قسم کی اسلامی و قومی ضروریات کا مرکز و محور بھی تھیں، یہی وجہ تھی کہ اتحاد، اخوت و محبت، ہمدردی و خوشحالی اس معاشرے کی اہم خصوصیات تھیں۔

جونہی مسلمانوں کی یہ سرگرمیاں سرد پڑ گئیں مساجد کی حیثیت صرف عبادت اور نمازوں تک محدود ہو کر رہ گئی اور مسجدوں کے ذریعہ حاصل ہونے والی قوت زائل ہو گئی اور بالآخر معاشرہ شعور، جذبۂ جہاد، باہمی اشتراک و تعاون اور خیرسگالی سے محروم ہو گیا۔ یہی چیز مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب بنی۔

نوابزادہ شیر علی خاں نے کہا۔ اس وقت ہمیں جس سماجی خدمت اور عوامی بہبود کی ضرورت ہے وہ مساجد کی طرف رُخ کرنے سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔"

پاکستان کے اطلاعات و نشریات اور قومی امور کے وزیر نوابزادہ شیر علی خاں نے امتِ مسلمہ کے زوال اور اسلامی معاشرہ کے خاتمہ کا جس انداز میں تجزیہ کیا اور مسلم قوم کو قرونِ اولیٰ کا معاشرہ قائم کرنے کی جس طرح تلقین کی ہے وہ ان کے جذبۂ ایمانی، اسلام سے گہرے تعلق اور ان کی دینی فراست و بصیرت کا بیّن ثبوت ہے۔ اربابِ اقتدار حضرات میں سے بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جو اپنے دل میں امتِ مسلمہ کے زوال اور اسلامی معاشرہ کے ناپید ہونے کا حقیقی درد و غم رکھتے ہوں اور قومِ مسلم کی عظمت و سربلندی کے لئے عملی اقدامات کرنے کا واضح اور مؤثر پروگرام ان کے پیشِ نگاہ ہو۔

نوابزادہ شیر علی خاں کو اللہ تعالےٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ انہوں نے قومی سربلندی اور اسلامی معاشرہ کے احیاء کے لئے ایک جامع اسکیم ملّتِ اسلامیہ کے سامنے پیش کی ہے۔

آج اگر ہم واقعی زندگی کی اسلامی قدروں کو زندہ و تابندہ کرنا چاہتے ہیں اور مغربی تہذیب و تمدّن اور غیر اسلامی ثقافتی اور سماجی سرگرمیوں سے اپنا دامن پاک کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو اس کے لئے لازماً ہمیں وہی طریقِ کار اختیار کرنا پڑے گا جو اسلام کے دَورِ اوّل میں پیغمبرِ انسانیت، محسنِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ معمول تھا۔ اور آپ کے جاں نثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سنّتِ نبویؐ کی اتباع میں اختیار فرمایا تھا۔

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ نظری و عملی اعتبار سے اسلام کی وسعت و اشاعت اور اسلامی معاشرہ کے عملی قیام میں مساجد کا گہرا تعلق و اثر رہا ہے اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جب تک مسجدیں ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کا

مرکز و محور رہی ہیں اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے عروج و ترقی کا آفتاب نصف النہار پر درخشاں و تاباں رہا۔ اور اپنی تہذیب و تمدن اور اصلاحِ احوال کے مرکز مسجد کو چھوڑ کر جب سے ہم نے غیر اسلامی تعلیم گاہوں، کالجوں، یونی ورسٹیوں، سینماؤں، تفریحی کلبوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کو اپنا محور و مرکز بنایا ہے، اسلام اور ملتِ مسلمہ کا خورشید جہاں تاب گہری تاریکیوں میں چلا گیا ہے اور اس کے منور چہرے پر غیر اسلامی افکار و نظریات اور تہذیبی و ثقافتی اثرات کے دبیز پردے حائل ہو گئے ہیں۔

اور جس شدت و وسعت کے ساتھ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں اسی وسعت و شدت کے ساتھ جب تک مقابلہ نہیں کیا جاتا کامیابی اور حصولِ مقصد ممکن نہیں۔

ان حالات میں واقعی اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اسلامی معاشرہ کے قیام اور ملی سربلندی کے لئے قرونِ اولیٰ کی طرح مساجد کو پھر سے اپنی تمامتر سرگرمیوں کا مرکز بنائیں اور انہیں اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل اور اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کا اکھاڑہ بنانے کی بجائے ملتِ اسلامیہ کے اجتماعی مفادات کے لئے مخصوص کر دیں۔

اس سلسلہ میں جامع منصوبہ تیار کرنے اور ایک وسیع تر نظام کی ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ جناب نواب زادہ شیر علی خاں اسلام کی سربلندی اور ملتِ اسلامیہ کی عظمت و ترقی کا حقیقی جذبہ رکھنے والے حضرات کا ایک خصوصی اجلاس طلب کریں تاکہ اہم ملکی اور ملی ضرورت کو پورا کرنے اور ایک مقدس مشن کی تکمیل کے لئے ٹھوس لائحہ عمل اور قابلِ عمل خاکہ مرتب کیا جا سکے۔

صدر ناصر اور شاہ فیصل کا اتحاد

عالمِ اسلام کے لئے یہ خبر یقیناً اطمینان اور مسرت کا باعث ہے کہ عرب سربراہوں میں زیادہ سے زیادہ اتحاد کی عملی شکلیں پیدا ہو گئی ہیں اور دنیا کے تغیر پذیر حالات سے متاثر ہو کر شاہ فیصل کو مجبوراً صدر ناصر سے براہ راست مذاکرات کرنے کے لئے قاہرہ جانا پڑا۔

اور آج کے اخبارات میں دونوں عرب سربراہوں کا مشترکہ بیان شائع ہو گیا ہے جو درج ذیل ہے۔ یہ بیان ان حضرات کے لئے درسِ عبرت و بصیرت کی حیثیت رکھتا ہے صدر ناصر کو گالیاں دینا جن کا شرعی فریضہ بن گیا تھا اور جس کے بغیر ان کا کھانا ہضم نہیں ہوا کرتا تھا۔ اب شاہ فیصل نے تو جمال عبدالناصر کی قیادت و سیاست کو تسلیم کر لیا ہے اور یہاں پاکستان میں بیٹھ کر انہوں نے ناصر کے خلاف جو محاذ قائم کر رکھا ہے ان کی پوزیشن کیا ہوگی اور ان کے مشاغل کیا ہوں گے؟ ؎

ببیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

شاہ فیصل اور صدر ناصر کے مشترکہ بیان میں اسرائیل کے ناسور کو ختم کرنے کے کل اقدامات اور عربوں کی برتری و بالادستی کی راہیں ملتی ہیں۔ یہ بیان اس لائق ہے کہ اس کا دقتِ نظر اور گہرے مطالعہ سے مطالعہ کیا جائے۔

قاہرہ ۲۰ دسمبر۔ اسرائیل کے مقابلہ کے لئے سعودی عرب کے شاہ فیصل اور صدر ناصر کے باضابطہ مذاکرات کے بعد قاہرہ سے جاری ہونے والے ایک مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ سعودی عرب اور مصر کے سربراہوں نے اصولی طور پر اس خیال سے اتفاق کیا ہے کہ اسرائیل کے مقابلہ کے لئے تمام مسلمان ملکوں کا اتحاد بنیادی ضرورت ہے۔ انہوں نے اسرائیلی جارحیت کے خاتمے کے لئے عربوں کے وسائل کو یکجا کرنے کے مسئلہ پر بھی اتفاق کیا ہے۔

شاہ فیصل اور صدر ناصر کا یہ مشترکہ بیان دو روزہ مذاکرات کے بعد جاری کیا گیا۔ بات چیت کے خاتمہ کے بعد شاہ اور صدر ناصر عرب سربراہوں کی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے تحریک آزادیٔ فلسطین کے سربراہ جناب یاسر عرفات کے ہمراہ ایک ہی طیارے میں رباط پہنچ گئے۔ گیارہ دوسرے عرب ملکوں کے سربراہ پہلے ہی رباط پہنچے ہوئے تھے چنانچہ شاہ فیصل، صدر ناصر اور جناب یاسر عرفات کی آمد کے بعد چودہ ملکوں کے نمائندوں میں اسرائیلی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے اقدامات پر غور کرنے کی غرض سے غیر رسمی مذاکرات شروع ہو گئے۔ ایجنسی فرانس نے اطلاع دی ہے کہ کانفرنس کا باضابطہ افتتاح کل تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

حریت پسندوں کی امداد میں اضافہ

مبصروں نے کہا ہے کہ تمام عرب ملک اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ عرب حریت پسندوں کو اسرائیل کے خلاف گوریلا جنگ جاری رکھنے کے لئے زیادہ امداد دی جائے گی۔ عرب مجاہدوں کا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ انہیں اپنی کارروائیوں کے لئے زیادہ وسیع علاقہ میں حمل و نقل کی اجازت دی جائے اور جن جن ملکوں میں وہ اپنے اڈوں سے کارروائیاں کریں اسرائیل کی انتقامی کارروائی کی صورت میں ان کی فوجیں حریت پسندوں کی مدد کریں۔ کانفرنس کے ایک مبصر نے کہا ہے کہ اردن اس کانفرنس میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اردن نے حریت پسندوں کو حمل و نقل کی مکمل آزادی دینے کے متعلق ایک خفیہ سمجھوتہ کر لیا ہے۔ کانفرنس کے سامنے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہوگا کہ آزادیٔ فلسطین کی تحریک کے نمائندے دوسرے عرب ملکوں کے ساتھ بھی ایسا معاہدہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں یا نہیں۔ کانفرنس کے ذرائع نے کہا ہے کہ عرب ملک اسرائیل کے خلاف بھرپور جنگ نہیں لڑ سکتے بلکہ اسرائیل کی بھرپور انتقامی کارروائی کی صورت میں مزید عرب علاقہ سے محرومی بھی بعید از امکان نہیں اس لئے وہ گوریلا جنگ کو تیز کرنے کے لئے حریت پسندوں کی امداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کر دیں گے۔ اس کانفرنس کا مقصد ہونا چاہئے اور ہم صرف اسی ارادے سے کانفرنس میں آئے ہیں۔ ادھر قاہرہ میں شاہ فیصل اور صدر ناصر کے مذاکرات کل رات ختم ہوئے۔ جس کے بعد دونوں رباط روانہ ہوئے۔ بات چیت میں یہ معاملہ زیرِ غور تھا کہ اردن اور سویز کے محاذوں پر اسرائیل سے نمٹنے کے لئے کیا مؤثر تدبیریں کی جائیں۔

عرب سربراہوں کی کانفرنس تین دن جاری رہے گی اس کا ایجنڈا یہ ہے:

عربوں کی دفاعی قوتوں کو یکجا کر کے بروئے کار لانا، فلسطینی چھاپہ ماروں کی امداد، مقبوضہ علاقوں کے عربوں کی امداد اور عربوں کے نشر و اشاعت کے وسائل میں توسیع۔ کانفرنس میں پہلی مرتبہ مندوب کی حیثیت سے الفتح کے نمائندے بھی شریک ہو رہے ہیں اور انہیں ووٹ دینے کا حق ہے ان کے وفد کے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

اشاعتِ اسلام اور تلوار

صوفی
عبدالواحد
ایم۔ اے

★ آپؐ ایک درخت کے نیچے محو خواب تھے۔ تلوار شاخ سے معلق تھی، ایک دشمن آیا، اس نے آپؐ کو گستاخانہ جگایا۔ بولا اب تمھیں کون جگائے گا؟ فرمایا! اللہ! وہ دشمن دہشت و ہیبت سے مغلوب ہو کر پیچھ کھا کر گر پڑا۔ آپؐ نے تلوار اٹھا کر فرمایا! اب تمھیں کون بچائے گا؟ الخ

جبر و اکراہ:-
دشمنانِ اسلام اپنے ذوقِ عیب جوئی اور جذبۂ خوردہ گیری کے تحت، اسلام کی فقید المثال ترقی اور عالمگیر اشاعت کو دیکھ کر اکثر کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ امر تاریخ سے عدم واقفیت یا اقوامِ عالم کے اسبابِ عروج و زوال، اقبال و ادبار، تفوق و نکبت، ترفع و انحطاط سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ قرآن کریم نے اشاعتِ اسلام کے لیے "تلوار کا اٹھانا تو الگ رہا، جبر تک کی اجازت نہیں دی۔ اور صاف صاف یہ اعلان کر دیا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

یہ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اسلام کی ترویج اور مخالفین اسلام کی مدافعت کے لیے خود اپنی جان پر گوناگوں مصائب و نوائب برداشت کرکے قوم کو جبر و اکراہ کی بجائے صبر و تحمّل کی تعلیم دی، کیونکہ آپ دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے اور آپؐ کا دین اسلام بھی امن و سلامتی کا ضامن تھا، جنگ و جدل کا شائق یا خوگر نہیں تھا اس لیے آپؐ نے کبھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی تعلیم نہیں دی۔

جور و ستم

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو زہرہ گداز مصائب برداشت کیے۔ ان کی تفصیل بڑی جگر خراش ہے۔ آپؐ نے جس وقت مواعظ توحید کے ذریعہ اہلِ عرب کو اصنام پرستی سے روکا، تو کل قوم اور جملہ قبائل میں آتشِ بغض و عناد بھڑک اٹھی۔ کفار آپؐ کا منہ چڑاتے۔ آپؐ کے متعلق بدظنی پھیلاتے۔ کوئی راہ چلتے، گارا، کیچڑ، مٹی فرقِ مبارک پر گراتا۔ کوئی درِ اقدس پر خون و غلاظت پھینک جاتا، کوئی راستہ میں گڑھے کھود دیتا۔ کوئی راہ میں کانٹے بچھا دیتا، کوئی شور و شغب مچا کر دوسروں تک آپؐ کا پیغام نہ پہنچنے دیتا غرض کہ ہر جور و ستم، مقاطعہ، مکر و خداع منتقمانہ کارروائی جو بھی ان سے ممکن ہو سکتی تھی۔ اس میں انھوں نے کوئی کوتاہی نہ کی، چونکہ اس وقت عرب میں کوئی حکومت، کوئی آئین، کوئی قانون یا کوئی تعزیری قوت موجود نہ تھی جو لوگوں کے جان و مال کا تحفظ کرتی۔ اس لیے جو جس کے جی میں آتا کر گزرتا۔ کوئی ان کو پوچھنے والا تھا۔

اہلِ مکہ کی قساوتِ قلبی سے آزردہ خاطر ہو کر حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی بکر بن وائل کے جانب تشریف لے گئے انھوں نے پہلے ٹھہرنے کی اجازت دی۔ پھر چلے جانے پر مجبور کیا۔ جس پر آپؐ ایک ماہ ثقیف میں مقیم رہے۔ وہاں بھی اشرار نے لڑکوں اور غلاموں کو سکھا دیا کہ حضور نبیٔ کریمؐ پر سنگباری کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جب سنگباری سے لاچار ہو کر بیٹھ جاتے تو وہ تھم جاتے۔ جب آگے چلنا شروع کرتے تو پھر وہ پتھر برسانا شروع کر دیتے اور قہقہے لگاتے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کو حضورؐ کی سپر بنا دیتے۔ جن کا کئی دفعہ پتھراؤ سے سر کھل گیا۔ سنہ۷ نبوت میں کل قریش نے حضور نبیٔ کریمؐ کے قتل کا متفقہ منصوبہ تیار کیا اور نشست و برخاست، داد و ستد، رشتہ ناطہ، غرض کہ مکمل مقاطعہ یعنی بائیکاٹ کر دیا۔ آپؐ کے ساتھ تمام بنی ہاشم نے تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر اسیروں کی طرح زندگی بسر کی۔ اس مقاطعہ کی وجہ سے بھوکے، پیاسے بچے تڑپ تڑپ کر ماؤں کی گود میں جان دے دیتے۔

عفو و درگزر

اس ظلم و ستم کے مقابلہ میں آپؐ کے درگزر کا یہ عالم تھا کہ وحشی نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدح سے قتل کرکے مثلہ کیا۔ جب معافی کا خواستگار ہوا تو آپؐ نے معاف کر دیا۔

ہبار نے حضور نبیٔ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلّم کی دختر فرخندہ اختر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نیزہ مارا، وہ ہودج سے گر گئیں حمل ساقط ہو گیا اور اس صدمہ سے جانبر نہ ہو سکیں لیکن حضورؐ نے عفو کی التجا پر ہبار کو معاف کر دیا۔

آپؐ ایک درخت کے نیچے محو خواب تھے، تلوار شاخ سے معلق تھی، ایک دشمن آیا، اس نے آپؐ کو گستاخانہ جگایا، بولا! آپ تمھیں کون بچائے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ" وہ دشمن دہشت و ہیبت سے مغلوب ہو کر چکر کھا کر گر پڑا۔ آپؐ نے تلوار اٹھائی فرمایا "اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟" وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

آپؐ نے فرمایا " جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا

صحابہؓ کا کردار

یہ انہی عملی تعلیمات کا اثر تھا کہ آپؐ کے جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ علیہم نے بھی ہر موقعہ پر آپ جیسا صبر و تحمل دکھایا اور کبھی کسی کی طرف دست تعدی نہیں بڑھایا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں سربسجود تھے۔ ظالم عقبہ بن ابی معیط نے گردن مبارک میں چادر ڈال کر اس زور سے لپیٹ دیئے کہ گلوئے مبارک گھٹ کر آنکھیں باہر نکل آئیں، لیکن حضور نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استغراق اور توجہ الی اللہ میں فرق نہ آیا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موقع پر پہنچ گئے اس مردود کو دھکا دے کر ہٹایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۔ کیا تم حضور نبی اکرمؐ کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ آپؐ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کو اپنا رب مانتے ہیں اور تمہارے پاس بیّنات (معجزہ و براہین) لے کر آئے ہیں۔ یہ شقی اور ان کے اعوان حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لپٹ گئے اور انھیں اتنا زدوکوب کیا کہ حضرتؓ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور یہ مردود انھیں بے ہوش اور نیم مردہ سمجھ کر چلے گئے۔ یہ تو اس عالی مرتبت اور مقتدر ہستی کے ساتھ کفار کا سلوک تھا۔ ضعفاء کے ساتھ انکا سلوک اس سے بھی زیادہ تشدد آمیز تھا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

عمارؓ اپنے والد یاسرؓ اور والدہ سمیہؓ کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے۔ ابوجہل نے حضرت سمیہؓ کی رانوں میں نیزہ مار کر شکم چاک کر دیا، یاسرؓ کو نوکِ شمشیر و سنان سے زخمی کر دیا اور پتھروں سے سنگ بار کر کے شہید کر دیا۔ عمارؓ درد والم میں شریک تھے لیکن جانبر ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک میں لڑکے رسی ڈال کر گلی کوچے، محلوں اور بازاروں میں کھینچتے لیے پھرتے ۔ جاتی تو گرم پتھر پر لٹا کر دوسرا گرم ۔۔۔ کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا لیکن وہ اللہ کے مقبول بندے زبان سے برابر ھو اللہ احد کہتے رہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار زادہ تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ باپ اور چچا ان کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر کھڑا کر دیتے اور نیچے سے دھواں دیتے رہتے لیکن یہ مقصوب ان کے پائے استقلال و ثبات کو ڈگمگا نہ سکی۔

حضرت عبداللہ بن حذیفہؓ نام نہاد رحم دل عیسائیوں کے ہاتھ اسیر ہو گئے تھے قیصر کے سامنے جب پیش کیے گئے تو اس نے ترک اسلام کا حکم دیا۔ آپ نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر قیصر نے انھیں تختۂ دار کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا۔ تین شبانہ روز کے بعد پھر ترک اسلام کی ترغیب دی گئی مگر وہ اب بھی اپنے دین متین کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے انکار پر انھیں کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں بٹھلا دیا گیا۔ تمام بدن جل بھن گیا اور پھپھولے پڑ گئے۔ لیکن وہ پیکر استقلال جادۂ حق سے نہ ہٹے۔ اس پر قیصر نے کہا چھوڑ دو۔ پھر انھیں پاس بلوا کر کہا کہ تمھیں ترک اسلام کے لیے انتہائی اذیت پہنچائی گئی مگر تم اس پر آمادہ نہ ہوئے آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا "کاش میں دنیا میں سو دفعہ پیدا کیا جاؤں اور ہر دفعہ اسلام کے لیے ایسے مصائب بخوشی گوارا کرتا رہوں"

حضرت حبیب بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسیلمہ کذاب نے گرفتار کر لیا تھا جب حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرتا تو فرماتے" وہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب وہ پوچھتا کہ میری رسالت کا بھی اقرار کرتے ہو؟ تو فرما دیتے کہ اور کوئی بات مجھے سنائی نہیں دیتی۔ مسیلمہ نے طیش میں آ کر حکم دیا کہ ان کا ایک ایک جوڑ بند بند سے جدا کرتے رہو۔ چنانچہ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی پھر ہر عضو کے کاٹنے کے بعد مسیلمہ یہی سوال کرتا رہا لیکن اللہ تعالیٰ کے اس مقبول بندے کا جواب حسب سابق یہی رہا۔

حضرت حبیب بن عدی رضؓ کو قریش نے پکڑ لیا۔ کچھ عرصہ قید و بند میں رکھا۔ پھر پھانسی دینے کے لیے انھیں باہر نکالا پھانسی کے نیچے پہنچا کر کہا کہ اسلام چھوڑ دو تو آزاد کر دیئے جاؤ گے۔ فرمایا:۔

"بخدا روئے زمین کی سلطنت بھی پیش کرو تو ترک اسلام کا نام نہ لوں"

قریش نے کہا کہ اچھا بتا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے گھر صحیح سلامت ہوتا اور تیری جگہ یہاں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) قید ہوتے فرمایا "میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا لگ کر میری جان بچ جائے" یہ کہہ کر آپ نہایت استقلال اور کشادہ روئی سے پھانسی پر چڑھ گئے"۔

ان حضرات کا یہ مثالی کردار بزبان حال اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ انہوں نے دین اسلام کو کسی لالچ، کسی خوف یا کسی ڈر کی وجہ سے قبول نہیں کیا تھا بلکہ صدق دل سے اس کی حقانیت پر ایمان لائے تھے اگر ان نو واردان اسلام کو بہ جبر مسلمان بنایا گیا ہوتا تو وہ ان انسانیت سوز مظالم کو اتنے صبر و ثبات اور سکون و اطمینان کے ساتھ برداشت نہ کرتے اور دین اسلام کو حرز جاں نہ بناتے تو اس ناقابل برداشت تشدد کی وجہ سے فی الفور اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ جاتے۔ (باقی آئندہ)

قبۃ الخضراء (بالمدینۃ المنورۃ)

مسئلۂ فلسطین اور برطانوی دارالعوام میں انگریز ممبروں کی بحث

ایک تاریخی رپورٹ ○ ایک جائزہ

(ایم عبد الرحمٰن لدھیانوی)

ہندوستان میں ہر مذہب و ملت کے لوگ فلسطین کی تحریکِ آزادی کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں۔ بعض حلقوں میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فلسطین کی جدوجہد یہود اور اہلِ اسلام کی باہمی مذہبی نزاع سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اس لیے اور بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو واقعات کا صحیح علم ہو، تاکہ اس جنگِ آزادی کی اہمیت پورے طور پر ان پر روشن ہو جائے۔

فلسطین کے حالات کا مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ جدوجہد نہ مذہبی ہے نہ کسی مخصوص طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ صحیح معنی میں عرب قوم کو یہود و نصاریٰ سے آزاد کرانے کی تحریک ہے تاکہ ان کا ملک برطانوی ہوسِ ملک گیری کی گرفت سے نجات پائے۔ ان واقعات پر غور کرنے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ برطانوی امپریلیزم کی اندرونی کارروائیاں کیا ہیں۔ ان حالات کا موازنہ کرنے سے ہم خود اپنے ملک کے بعض مسائل کو سمجھ سکتے ہیں، ہندوستان کی طرح فلسطین کا بھی سب سے بڑا سوال آزادیٔ وطن کا ہے یعنی یہ کہ آیا ایک ملک میں بسنے والے اپنے اوپر خود حکومت کریں یا مجبوروں کی طرح برطانوی سامراج کے نیچے رہیں اور اس کی اغراض کو پورا کرتے رہیں۔

اس خیال سے کہ ہمارے ہم وطن فلسطین کے مسئلہ کو زیادہ بہتر طور پر سمجھیں اور اس پر صحیح رائے قائم کریں۔

ہم مندرجہ ذیل سرکاری اور دیگر مستند بیانوں کے اقتباسات شائع کر رہے ہیں۔ یہ بیانات زیادہ تر برطانوی دارالعوام کی بحث دوبارہ فلسطین مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۳۶ء یوم جمعہ کی رپورٹ مطبوعہ ہنسرڈ سے لیے گئے ہیں۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا خارجہ صیغہ ان اقتباسات کے لیے تحریک امتناع جنگ کے کارکن مسٹر ریجنلڈ فیلڈز کا ممنون ہے جن کی خدمات سے یہ ملک بے خبر نہیں ہے —

۱ — برطانوی امانتداری کی ابتدا

مسٹر ہربرٹ مارلین ممبر لیبر پارٹی نے دورانِ بحث کہا۔ یہ صحیح ہے کہ جنگِ عظیم کے دوران عربوں سے کچھ وعدے کیے گئے تھے میں تاحال ان وعدوں کی حد تک نہیں پہنچا ہوں، لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ دُول متحدہ اور ان کی شریک حکومتوں نے ایک ہی وقت میں مختلف قوموں سے فلسطین حوالہ کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا اس کا سبب ہمارے قومی اغراض تھے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ان وعدوں کی وجہ سے ہم ایک جنجال میں پھنس گئے ہیں۔ مسٹر لائیڈ جارج (لبرل پارٹی) نے جو دورانِ جنگ انگلستان کے وزیراعظم اور اس لیے وہ اس معاملہ میں ذمہ دارانہ حیثیت رکھتے ہیں فرمایا جب مسٹر بالفور نے اپنا اعلان شائع کیا وہ گھڑی ہمارے لیے جنگِ عظیم میں بڑی ہی نازک تھی۔

میں آپ حضرات کو وہ حالات یاد دلاتا ہوں جن میں عربوں سے وعدے کیے گئے تھے۔ اس وقت کیفیت یہ تھی کہ فرانسیسی فوج نے حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اطالوی فوج میں مقابلہ کرنے کی تاب نہ تھی اور اس وقت تک امریکہ نے ہماری امداد و شرکت کے لیے کوئی باضابطہ قدم نہیں اٹھایا تھا۔ دنیا کے سب سے بڑے فوجی اتحاد سے مقابلہ تھا اور اس کے لیے برطانیہ اکیلا رہ گیا تھا، ایسی صورت میں ہمارے لیے سوائے اس کے اور کیا چارہ تھا کہ جس طرح ممکن ہو اپنے حامی اور مددگار پیدا کریں، دنیا بھر کی — اطلاعات اور صورتِ حالات پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ بغیر یہودیوں کے حمایت کیے ہمارا کام نہیں چلے گا میں آپ حضرات کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ تعصّب یا جانبداری ہمارے اس نتیجہ پر پہنچنے کا باعث نہ تھے اور جن پر اہلِ عرب کے خلاف تو ہمارے لیے تعصّب کا سوال ہی کیا ہو سکتا تھا جبکہ ہماری صدہا بلکہ ہزاروں کی تعداد میں فوجیں اس وقت عربوں کو ترکوں سے نجات دلانے میں برسرِ پیکار تھیں۔

ان حالات میں اور کافی مشورہ و غور کرنے کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم دنیا کی اس ممتاز ترین قوم (بقول مسٹر ہربرٹ) یعنی یہود کے سامنے دستِ سوال دراز کریں، اس سے پہلے یہودی روس اور امریکہ میں ایسے آڑے وقت، میں ہمارے کام آئے تھے، جب روس ہمیں تنہا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ ایسی صورت میں ہم نے اتحادیوں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ فلسطین 'وطن یہود' ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ فرانس، اٹلی اور امریکہ نے اسے مان لیا۔ دوسرے اتحادیوں نے بھی اسے منظور کر لیا، ان کے علاوہ وہ حکومتیں جن پر لیگ مشتمل تھی۔ انھوں نے اس تجویز کو اپنایا۔ رہے یہود، سو اس کے متعلق میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ یہودیوں نے کھل کر اپنے اثر سے پوری طرح کام لے کر ہماری اپیل پر لبیک کہا۔ خدا معلوم آپ حضرات کو اس کا اندازہ ہوا یا نہیں کہ انگریزی قوم اپنے بقا و کامرانی کے ڈاکٹر وائز مان (مشہور یہودی رہنما) اور ان کے حکیمانہ دماغ کی کس درجہ ممنونِ احسان ہے جب کہ ہماری بڑی توپوں کے بعض اجزائے ترکیبی بالکل ختم ہو گئے تھے، اور ہمارا کام کسی طرح نہیں چل سکتا تھا، عین اس عالم میں اس عظیم المرتبت — سائنسدان نے اپنی خداداد قابلیت سے کام لے کر اس پیچیدگی کو حل کیا اور ہماری جان بچائی لیکن خدارا یہ نہ سمجھیے! کہ ڈاکٹر موصوف ہی تنہا یہودی نہیں ہیں جنھوں نے ہماری دستگیری کی صدہا بنی اسرائیل اور بھی ہیں جنکی امداد ہمارے شاملِ حال رہی ہے۔ یہودی قوم کا ہمارے اوپر اتنا بڑا احسان ہے کہ ہم اس قوم کو بھلا کر اس بارِ گراں سے عزت کے ساتھ سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

(ب) برطانوی امپریلیزم میں امانتداری کا درجہ

مسٹر ایمری (قدامت پسند) نے جو نوآبادیات اور برطانوی بیڑہ کے وزیر رہ چکے ہیں کہا:—

برطانوی سامراج کے تحفّظ اور قومی اعتبار سے ہمارے لیے فلسطین کی اہمیت بہت

زیادہ ہے جس طرح لندن کے ریل کے انتظام میں کلپھم کو مرکزیت کا رتبہ حاصل ہے اسی طرح انگلستان، ایشیا اور افریقہ کے مابین ہوائی راستوں کا مرکز فلسطین ہے۔ بحر روم کے نئے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بحری اعتبار سے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ نظر آتا ہے کہ جو حکومت قبرص، فلسطین اور مصر پر قدم جمائے گی، یہی نہیں کہ صرف نہر سویز کے دروازے اس کے لیے ہر وقت کھلے رہیں گے بلکہ سارے کے سارے مشرقی بحر روم میں بھی اس کا دبدبہ ہو گا۔ یہ مانا کہ ہم از روئے قانون اس کے مجاز نہیں کہ امانت دار ہوتے ہوئے فلسطین میں بحری مرکز قائم کریں لیکن بایں ہمہ کہ اب حیفہ کا شمار بحر روم کی عظیم ترین بندرگاہوں اور صنعت کے بڑے مرکزوں میں شمار ہونے لگا ہے۔ اس کے علاوہ تیل کا بڑا مرکز بھی ہے جو لڑائی کے زمانہ میں ہمیں اور کسی مقام سے اتنی سہولت سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت میں آپ خود اندازہ کر لیجئے کہ ہمارے لیے حیفہ کی کیا اہمیت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عقبہ اور حیفہ کے درمیان ریلوے بن جائے۔ اس صورت میں نہر سویز تک آنے جانے کا ایک دوسرا راستہ نکل آئے گا۔

کرنل کلفٹن براؤن (قدامت پسند پارٹی) نے اس موقعہ پر کہا کہ تیسرے دوست مسٹر ایمری نے فلسطین کو مشرق قریب کے کلپھم جنکشن سے تشبیہ دی ہے اور میں اس کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہوں، وسائل آمد و رفت کا خیال رکھتے ہوئے فلسطین دولت برطانیہ کا سب سے اہم مرکز ہے۔ اس لیے اپنے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے ہمیں برابر اس کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ اس ملک میں کوئی قوم ایسی نہ بس جائے اور قومیت کے جذبہ میں ایسی مبالغہ آمیز ترقی نہ ہو کہ ہماری جان کے لالے پڑ جائیں

کمانڈر لاکر لیمپن (قدامت پسند پارٹی) نے کہا کہ حضرات ظاہر ہے کہ عرب اور یہود اگر اپنے حال پر چھوڑے جائیں، تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ لڑائی جھگڑا ہو مگر بدنصیبی سے باہر والوں کا مطلب ہی حاصل اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ امن و آشتی کی فضا مکدر ہو جائے بعض لوگ فلسطین کا تذکرہ اس انداز سے کرتے ہیں کہ گویا ہم اس ملک کو بنی اسرائیل کے لیے مخصوص کر دینا چاہتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ہماری تمہاری زندگی میں امانت داری سے زیادہ حیات افزا چند برطانوی سامراج کے حق میں شاید ہی کوئی اور پیدا ہوئی ہو، کاش ہماری سمجھ میں یہ ادنیٰ سی بات آ جائے کہ جدید فوجی حکمت عملی کے لیے فلسطین کا وجود ہمارے لیے ضروری ہے۔

اس کے بعد آپ نے قسطنطنیہ کو مرکزیت کے منصب سے معزول کر دیا ہے۔ آنے والے عالمگیر فوجی واقعات کا فیصلہ کن مرکز اب ایک دوسری رہگذر یعنی نہر سویز ہو گی۔ ہمیں فلسطین میں بسانے کے لیے یہود کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے اس لیے کہ جیسے میرے دوست مسٹر ایمری نے کہا ہے برطانوی استعمار کا مفاد اس میں مضمر ہے۔

مالٹا سے اب یہ کام نہیں لیا جا سکتا اس لیے اب ہمیں ایک دوسرے اور قطعاً محفوظ مرکز کی ضرورت ہے۔ جس کے بل بوتے پر انگلستان سے مشرقی ممالک کی طرف ہوا میں جا سکیں، اور ایسے مقام پر بے خطر اتر سکیں جو بالکل محفوظ ہو۔ جس وقت لارڈ السبتی نے فلسطین پر قبضہ کیا تو ہمیں وہ بات حاصل ہو گئی جو اب تک نہ ہوئی تھی یعنی اس نے بحری قوت کے ڈانڈے لا کر فلسطین سے ملا دیئے۔ اور فلسطین فتح کر کے نہر سویز کی طرف سے اطمینان کر دیا۔

ہمارے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم مصر پر قبضہ کر کے نہر سویز کے ایک طرف سے حفاظت کر سکیں۔ ہمارے مفاد مستحکم ہوں اور ایسے لوگ اس ملک میں آ کر بسیں جو حملہ کے وقت اس کی حفاظت کر سکیں۔

(ج) عرب اور جمہوری حقوق

مسٹر آرمسی گور وزیر نوآبادیات نے ایک سوال کے جواب میں کہا:- کہ عربوں کے مطالبات یہ ہیں:-

یہودیوں کی آمد کو بالکل بند کیا جائے اور زمینوں کی فروخت روک دی جائے اور موجودہ نظام حکومت کی بجائے ایک قومی حکومت قائم کی جائے جو ایک منتخب شدہ جمہوری قانون ساز اسمبلی کی پابند ہو۔ عربوں کی یہ تین بڑی امنگیں ہیں اور ایمان کی بات یہ ہے کہ ان مطالبات کو پورا کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

لیبر پارٹی کے بعض ممبروں نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ فلسطین [illegible] بیرونی اثرات بالخصوص جرمنی اور اٹلی کام کر رہے ہیں۔ بیرونی اثرات کا انکار کب کیا گیا ہے لیکن اصل سوال یہ ہے

کہ عرب قوم کی شکائتیں، اصلیت پر مبنی ہیں یا نہیں!

ان کے متعلق میرے دوست کرنل کلفٹن براؤن نے کہا ہے کہ

"ہمیں خوب معلوم ہے کہ فلسطین کے ہنگامے خالص طور پر اضطراری ہیں اور ان میں کسی کا ہاتھ نہیں ہے" اور جیسا کہ ابھی ایک لارڈ نے کہا:-

"ان میں سب جماعتوں کے عرب شریک ہیں"۔ اس سلسلہ میں میں حکومت سے کچھ سوالات کرتا ہوں:-

(۱) گذشتہ سات سال میں فلسطین کے عربوں کی تحریک کے سلسلہ میں کیا کیا واقعات ہوئے ہیں؟

(۲) کیا اب تک حکومت برطانیہ نے عرب قوم کے شبہات اور تشویش دور کرنے کے لیے کوئی کارروائی کی ہے؟

(۳) کیا ۱۹۲۹ء کے تحقیقاتی کمیشن کی سفارشات پر عمل ہوا ہے؟

جب ہم اس کمیشن کی تحقیقات اور برطانوی حکومت کے رویہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ ہی نہیں بلکہ گذشتہ لیبر گورنمنٹ نے بھی عملاً کچھ نہیں کیا ہے

بینات اسلام

پردہ اور قرآن مجید

نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ
ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَ
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ صدق اللّٰہ العظیم

گذشتہ سے پیوستہ

یہ احکام سورۂ احزاب کی آیات (۳۲، ۳۳، ۵۴، ۵۵) میں ہیں۔

(۲) دوسرے وہ احکام ہیں، جن میں پیغمبر صلی اللہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں اور جن میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان عورت کو کسی ضرورت سے جب گھر سے باہر قدم نکالنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس حالت میں اس کو کیا رویّہ اختیار کرنا چاہیئے یہ احکام سورۂ احزاب کی آیات (۵۹، ۶۰) میں ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کرکے گھروں کے اندر اور باہر آنے جانے سے متعلق دیئے گئے ہیں۔ اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عاید ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورۂ نورؔ میں بیان ہوئے ہیں۔ اب ہم ان تینوں اقسام کے احکام کی تفصیل بیان کریں گے۔

پہلی قسم کے احکام

حضور نبیٔ کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو مخاطب کرکے پردہ سے متعلق ان کو یہ ہدایات دی گئیں:۔

(ترجمہ) اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔ اگر تم میں خدا ترسی ہے تو دوسروں سے کوئی بات کرنے میں لگاوٹ کی کوئی بات زبان سے نہ نکالو کہ جس کے دل میں نفاق کا روگ ہے کوئی غلط توقع کر بیٹھے اور اچھی بات کہو اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور گزرے ہوئے زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنے آپ کو دکھاتی نہ پھرو اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو! اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دُور کرے، اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے گھر والو اور تم کو پاک کرے جیساکہ چاہیئے۔"

پھر مردوں کو بتایا ہے کہ اگر ان کو پیغمبر کے گھروں میں سے کسی گھر میں جانا پڑے تو اُن کو کن آداب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ فرمایا:۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ داخل ہو تم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھروں میں مگر جب تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے، نہ انتظار کرتے ہوئے کھانے کی تیاری کا، ہاں جب تم کو بلایا جائے تو جاؤ اور جب کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ لگ جاؤ باتوں میں، یہ باتیں نبیؐ کو دُکھ پہنچا رہی تھیں لیکن وہ تمہارے لحاظ کی وجہ سے نہ کہتے تھے لیکن اللہ (تعالیٰ) حق کے اظہار میں نہیں شرماتا۔ اور اگر تم کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو، تو پردہ کی اوٹ سے مانگو! یہ تمہارے دلوں کے لیے بھی پاکیزگی بخش طریقہ ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی پاکیزگی بخش ہے اور تمہارے لیے زیبا نہیں ہے کہ تم اللہ (تعالیٰ) کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دکھ پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو، یہ باتیں اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک بڑے گناہ کی ہیں۔ خواہ تم کسی بات کو راز رکھو، یا اس کو ظاہر کرو، اللہ (تعالیٰ) ہر بات سے واقف ہے۔ البتّہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بیویوں پر اُن کے باپوں اور بیٹوں — بھائیوں اور بھتیجوں، بھانجوں اور دینی بہنوں اور ان کے غلاموں کے بارہ میں کوئی الزام نہیں ہے۔ اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویو! اللہ (تعالیٰ) سے ڈرو! اللہ (تعالیٰ) ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا ترجمہ میں پردے کے احکام

اوپر کے ترجمے سے پردہ کے متعلق مندرجہ ذیل احکام نکلتے ہیں:۔

الف:۔ عورتوں کو عام حالات میں نامحرم مردوں سے گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر کسی خاص ضرورت سے گفتگو کی نوبت آ ہی جائے۔ تو زبان سے ہرگز کوئی ایسی لگاوٹ کی بات نہ نکالیں جو سننے والے کے دل میں گدگدی پیدا کرے اور وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے۔

(ب) مسلمان عورت کی اصلی جگہ اس کا گھر ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ اس وجہ سے صرف کسی خاص ضرورت ہی سے اس کو گھر سے قدم باہر نکالنا چاہیئے، محض سیر سپاٹے تفریح اور نمائش کے لیے بن سنور کے نکلنا جاہلیت ہے اور ایک مسلمان شریف زادی کے لیے یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔

(ج) کسی مسلمان بھائی کو اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر دعوت وغیرہ کے سلسلہ میں جانا پڑے تو گھر میں اجازت کے بعد داخل ہو اور وقت کے وقت پہنچے اور کھانا کھا کر فوراً واپس ہو جائے۔

(باقی آئندہ)

حج ـــــ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جس مسلمان بالغ کے پاس مکّہ معظّمہ تک آنے جانے اور وہاں رہائش و خوراک پر خرچ کے لئے سرمایہ ہو اور اپنے بعد اتنا روپیہ چھوڑ سکے کہ اس کے بال بچے فکرِ معاش سے آزاد رہیں ایسے شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اس فریضے کی ادائیگی اور حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری کا جذبہ ہر مومن کے دل میں موجزن رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صرف اللہ کے لئے حج کیا اور اس دوران میں اس نے نہ تو اللہ کی نافرمانی کی نہ کوئی فحش بات کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جس طرح اپنی پیدائش کے وقت تھا۔ یہ بھی فرمایا کہ صحیح حج (یعنی اللہ کے فرمان کے عین مطابق حج کرے) کا بدلہ سوائے جنّت کے کچھ اور نہیں ـــــ زیارتِ روضۂ رسول کے بارے میں ارشاد ہوا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور جس نے میری قبر کو دیکھا اس نے گویا مجھے زندگی میں دیکھا۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور خدائے کون و مکان کے بندے بیت اللہ کا دیوانہ وار طواف کرتے، زمزم کا پانی پیتے اور عرفات و مشعر الحرام کے انجانے راستوں میں رحمتِ خداوندی کے طلبگار رہتے ہیں کرّۂ ارض کے کونے کونے سے آئے ہوئے شمعِ رسالت کے پروانے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور اپنے خدا کی خوشنودی حاصل کرکے کامران و سرخرو ہو جاتے ہیں۔

حج کے اس قدر انعامات و عنایات کے باوجود ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری اکثریت حرمین الشریفین کی حاضری کی سعادت حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کی بنیادی وجہ حکومت کی پُر پیچ پالیسی، عوامی جذبات سے عدم دلچسپی اور زرِ مبادلہ کی کمی ہے۔ ۱۲ کروڑ کی اس آبادی میں سے تقریباً ۱۶ ہزار خوش نصیب افراد کو حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر

کاروانِ حجا

معروف اہلِ قلم الحاج حنیف رضا ق
ہیں اور ان کے رشحاتِ قلم عموماً خدا
حجاز کے عنوان سے انہوں نے سفرنا
شروع کیا ہے۔ اس عنوان پر بہت س
ان تمام مسائل کو ملحوظ رکھ کر
ہے جو سفرِ حج کے دوران پیش آیا کرتے
سلسلہ مضامین سے پوری توجہ کے س
کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ سوادرم ح
قبولیت عطا کرے اور زیادہ سے ز

۷۵،۰۰۰ میں سے صرف ایک آدمی یہ مقدّس فریضہ ادا کر پاتا ہے ـــــ

علاوہ ازیں جن خوش بخت حضرات کی قسمت یاوری کرے ان کی غالب اکثریت احکامِ حج سے لاعلمی، عربی زبان و ماحول سے عدم واقفیت اور تاریخ اسلام سے وابستگی نہ ہونے کی وجہ سے اس سفر کے دوران سماجی، سیاسی اور روحانی تشنگی دُور کرکے وہ کیف و سرور حاصل نہیں کر پاتی جو فلسفۂ حج میں مضمر ہے۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے اس طویل سفر کی اہلیت اس شخص میں تسلیم کی گئی ہے جو "حج فارم" صحیح پُر کرا کے نشان انگوٹھا لگا سکتا ہو۔ اس کے بعد حجاج کی رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں۔ علمائے ملّت اور بزرگانِ امّت نے احکام و مسائلِ حج کے بارے میں بیشمار گرانقدر کتابیں لکھیں۔ شب و روز کی محنتِ شاقہ کے بعد لاتعداد پُر مغز مقالے تحریر کئے، اَن گنت سفرنامے مرصّع الفاظ کا جامہ پہن کر شائع ہوتے۔ لیکن جو لوگ کبھی کبھار ہی دیہات سے شہروں میں آئے ہوں۔ جنہوں نے ریل گاڑی کا سفر تک نہ کیا ہو، جنہیں کراچی جیسے عظیم و پُر رونق شہر میں جانے کا اتفاق نہ ہوا ہو اور جنہوں نے چشمِ تصوّر سے بھی بحری جہاز قسم کی کوئی چیز نہ دیکھی ہو انہیں جس قسم کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے وہ انتہائی افسوسناک حقیقت ہے کہ اس کی طرف بہت کم توجّہ دی گئی ہے۔ حاجی کیمپ جدّہ و کراچی میں بحری جہاز پر، مکّہ مکرّمہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ اور مدینہ منورہ میں ایک عام، اَن پڑھ اور دیہاتی پاکستانی حاجی کو جو مشکلات پیش آتی ہیں اس کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ زیرِ نظر مضامین ذاتی مشاہدات کی روشنی میں تحریر کئے جا رہے ہیں ـــ زائرینِ حرمین الشریفین ان سے کسی مقام پر بھی استفادہ کریں یا سرکاری خرچے پر بار بار ارضِ مقدّس کا سفر کرنے والے اہلِ علم و قلم اس طرف توجّہ دیں تو مَیں سمجھوں گا میرا مقصد پورا ہو گیا۔

زادِ سفر جن خوش قسمت اہلِ ایمان کے نام حج بیت اللہ کے لئے جانے والوں کی فہرست میں آ جائیں ان کو چاہیئے کہ مسائل و احکامِ حج کے بارے میں معلومات حاصل کریں، مقاماتِ مقدّسہ پر پڑھنے کے لئے مسنون دعاؤں کا مطالعہ کریں اور اپنے آپ کو ذہنی و جسمانی طور پر زندگی کے اس متبرک و مقدّس ترین سفر کے لئے تیار کریں۔ یہ سفر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اس کے آخری پیغمبر کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اختیار کیا جاتا ہے۔ دنیاوی جاہ و حشمت، شان و شوکت خدام و غلام، عزیز و اقارب اور گھر بار چھوڑ اس سفر پر نکلنا ہے دنیاوی معاملات طے کرکے اس ارادہ سے جایئے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ کی سرزمین پر خاتمہ فرمائے تاکہ اہلِ بقیع کی رفاقت نصیب ہو۔

انسانی ضرورت کی اشیاء حکومت کی ہدایت کے مطابق تیار کریں۔ ہر شخص اپنی ضرورت خود بہتر سمجھتا ہے۔ لیکن اپنے ذریعۂ سفر اور اپنی مدتِ سفر کو پیشِ نظر رکھئے۔ عام بحری جہاز سے سفر کرنے والے حاجی کو درج ذیل اشیاء درکار ہوں گی:

۱۔ ایک مضبوط جستی ٹرنک (۲) چار جوڑے نئے سلے کپڑوں کے (۳) مردوں کا احرام دو چادریں اَن سِلی (۴) عورتوں

بسلسلہ رہنمائی حجاج (قسط اول)

منزل بہ منزل

تحریر:- الحاج حنیف رضا - لائلپور

ین خدام الدین میں جانی پہچانی شخصیت
بٹ میں شائع ہوتے رہتے ہیں کا درا ئے
حج کے تاثرات بیان کرنے کا ایک سلسلہ
مرات نے قلم اٹھایا ہے لیکن حنیف رضا نے
کرام کی رہنمائی کا پہلو اختیار کیا
ے - عازمین حج کے لیے ضروری ہے کہ اس
استفادہ کی کوشش فرمائیں - دعا ہے
ے رضا صاحب کی اس محنت کو شرف
استفادہ کی شکلیں پیدا فرمائے - آمین (ادارہ)

کا احرام لٹھا اگز کپڑا نیا (۵) نیا جوتا ایک جوڑا - سلیپر یا چپلی ایک جوڑا (۶) چھوٹی قینچی، چھری، چاقو، سوئی دھاگہ، بٹن (۷) بستر کے لئے دو تکئے، دری، کمبل یا ہلکی رضائی (۸) خشک سبزیاں اور دالیں تھوڑی تھوڑی (۹) نمک مرچ مصالحہ جات وغیرہ حسب ضرورت (۱۰) اچار حسب خواہش۔ (۱۱) چائے کم از کم ایک پونڈ (۱۲) کھانا پکانے کے ضروری برتن پٹ سن کی مضبوط چھوٹی بوری میں (۱۳) ایک ہلکی بالٹی اور لوٹا (۱۴) آبِ زم زم کے لئے ڈرم (کراچی سے مل جاتا ہے) (۱۵) کپڑے دھونے کا صابن مناسب مقدار میں (۱۶) نہانے کا صابن کم از کم چھ ٹکیہ (۱۷) دس بارہ یوم کا راشن - (کراچی اور جدّہ کیمپ کے لئے (۱۸) متفرق دوائیں اسپرو ساریڈون وغیرہ (۱۹) قرآنِ کریم کا مترجم نسخہ اور احکامِ حج سے متعلق کوئی کتاب (۲۰) ایک چھوٹا چرمی بیگ جسے گلے میں ڈال کر تالا لگایا جا سکے۔

سعودی حکومت نے گذشتہ سال سے تیل اور گھی لے جانے پر پابندی لگا دی ہے - اس لئے یہ اشیا نہ لے جائیں - مندرجہ بالا تمام اشیاء اپنے ہاتھ سے یا اپنے سامنے بندھوائیں تاکہ پتہ رہے کہ کون سی چیز کہاں رکھی ہے — بعض حضرات بہت زیادہ سامان جمع کر لیتے ہیں لیکن بعد میں خود بھی پریشانی اٹھاتے ہیں اور ساتھیوں کو بھی پریشان کرتے ہیں بار بار ادھر ادھر لے جانے کی مزدوری بعض اوقات اصل مالیت سے بھی بڑھ جاتی ہے - اس لئے صرف وہی سامان ساتھ لیں جس کے بغیر گذارہ نہ ہو سکے - جدّہ، مکّہ اور مدینہ میں ہر چیز مل جاتی ہے لیکن زرِ مبادلہ کی کمی کی وجہ سے اپنے ہاں سے ہی تیاری کر لینی چاہیئے - بعض حضرات کافی تعداد میں قرآن مجید، احادیث یا تبلیغی کتابیں حرمین میں رکھنے کے لئے لے جاتے ہیں، ایسی تمام کتابیں جدّہ کسٹم ہاؤس میں روک لی جاتی ہیں - کچھ لوگ جوتے، چادریں، برتن، گھی اور دیگر اشیاء فروخت کرنے کے لئے لے جاتے ہیں - ایسی چیزیں بھی روک لی جاتی ہیں لہٰذا خوب محتاط رہیں اور اپنی ضرورت کو ہی پیشِ نظر رکھیں -

معلّم کا انتخاب

سرزمین حجاز میں حجاج کرام کی رہائش وغیرہ، مناسکِ حج و زیارت کا انتظام (سعودی عرب کے) معلّمین کے سپرد ہوتا ہے - حرم مکّی میں ان کے ملازم حاجیوں کو زمزم کا پانی پلاتے ہیں - منیٰ و عرفات میں ان کے خیموں میں قیام کیا جاتا ہے - یہی لوگ طواف بیت اللہ میں رہنمائی کرتے ہیں - مکہ، جدّہ اور مدینہ منورہ میں دخول و خروج کے سلسلے میں موٹروں کا بندوبست اور قانونی تقاضے پورا کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہوتی ہے - جدہ میں ——— حجاج کا استقبال کرنے کے لئے ان کے وکیل مقرر ہوتے ہیں - بعض معلّم پاکستان میں بھی اپنے نمائندے رکھتے ہیں -

سعودی حکومت کی طرف سے ان معلّموں کی فیس مقرر ہوتی ہے جو آج کل کراچی میں ہر حاجی کی رقم سے وضع کر لی جاتی ہے - حکومتِ پاکستان کی طرف سے منظور شدہ معلّمین کے ناموں کی فہرست شائع کی جاتی ہے - بعض معلّم اور ایجنٹ حجاجِ کرام کے ساتھ طرح طرح کی رعائتوں کا وعدہ کر کے سبز باغ دکھاتے ہیں - لیکن سرزمین مقدس میں نہ تو یہ معلّم نظر آتے ہیں نہ ان کے ایجنٹ — عام حاجی بھی اکثر معلّمین سے غلط توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جن کے پورا نہ ہونے پر جا و بے جا ان کی برائیاں شروع کر دیتے ہیں - یہ سفر عموماً زندگی میں ایک ہی بار میسّر آتا ہے - دو ڈھائی مہینے گھر سے باہر انجانے ماحول اور بیگانے لوگوں کے درمیان گذارنے ہوتے ہیں - گرہ میں محدود رقم ہوتی ہے اور دکھ مصیبت ہر جگہ انسان کے ساتھ رہتے ہیں - معلّم کا انتخاب کرتے وقت ان حالات کو ضرور پیشِ نظر رکھئے اور اطمینان کر لیجئے - کہ آپ کا معلّم ان حالات میں آپ کی مدد و رہنمائی کرے گا - اپنے معلّم کا نام و پتہ اپنے نام و پتہ کے ساتھ اپنے سامان پر لکھئے - ان کے نام کا ایک کارڈ اپنے پاسپورٹ پر لگائیے - اور اپنی جیب میں بھی رکھئے -

آپ کو سرکاری اجازت نامہ (PASSAGE VOUCHER) مل جائے تو اس پر لکھی ہوئی تاریخ پر کراچی پہنچنے کا اہتمام کیجئے - سب سے پہلے اپنے علاقے کے ڈاکٹر سے ملیریا اور چیچک کے ٹیکے لگوائیے - ملیریا کا ٹیکہ ایک ہفتہ کے وقفے میں مکمل ہوتا ہے - دونوں ٹیکے مکمل کرا کے ہیلتھ آفیسر سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے بہت ہی ضروری ہیں - آج کل حاملہ عورتوں کے سفرِ حج پر بھی پابندی ہے - اس لئے شادی شدہ عورتوں کو حاملہ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ لینا بھی ضروری ہے - جہاز پر سوار ہونے سے قبل ان سرٹیفکیٹوں کی تصدیق ہوگی -

آغازِ سفر

مقررہ تاریخ پر گاڑی میں پہلے سے جگہ رکھوا لیں - پاکستان ریلوے تیسرے اور درمیانے درجے کے حاجیوں کو یکطرفہ کرایہ کی رعایت دیتی ہے - اس لئے ان درجوں کے حجاج کو یہ رعائتی ٹکٹ ضرور بنوانے چاہیئں - گھر سے نکلتے وقت دو رکعت شکرانے کے ادا کریں، اللہ کے حضور دعا کریں کہ وہ آپ کے اس سفر کو قبول فرمائے اور آپ کو اس سفر کی کٹھن منازل میں استقامت بخشے - علاوہ ازیں یہ دعا پڑھئے :-

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَمِنْ دَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ
(مسلم شریف)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے تو ہی اہل و عیال کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی صعوبتوں اور بُری طرح لوٹنے سے اور فائدے کے بعد نقصان سے، مظلوم کی بددعا سے اور گھر والوں کی حالت بد دیکھنے سے۔

اپنے اہل و عیال کے لئے دعا مانگئے:۔
اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ۔ (حصن)

ترجمہ: اے میرے گھر والو! میں تمہیں خدائے لم یزل کے سپرد کرتا ہوں جو امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔

وقت مقرر سے پہلے سٹیشن پر پہنچ جائیں اور یہ دعا پڑھ کر گاڑی میں سوار ہو جائیں:۔
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ٥ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٥ (مسلم)

ترجمہ: اللہ عظیم ہے، اللہ عظیم ہے، اللہ عظیم ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم اس پر قابو نہ پا سکتے۔ اور ہم (بالآخر) اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

گاڑی میں سوار ہو کر اپنی نشست سنبھال لیں اور اپنے سامان کا جائزہ لے لیں، اس کے علاوہ خوب غور و توجہ سے دیکھ لیں کہ

(۱) آپ کی رقم کی نقل رسیدیں آپ کے پاس ہیں ——؟
(۲) آپ نے ملیریا اور چیچک کے ٹیکے لگوا کر سرٹیفکیٹ حاصل کر لیے ہیں؟
(۳) آپ کا سفری اجازت نامہ —— (Passage Voucher) محفوظ ہے؟
(۴) آپ اپنی تاریخوں میں جا رہے ہیں جو آپ کے ووچر پر درج ہیں؟
(۵) شادی شدہ خواتین نے مطلوبہ سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے؟

اچھی طرح تسلی کر کے تمام کاغذات چرمی بیگ میں ڈال لیں۔ جس سفر پر آپ جا رہے ہیں۔ اس کے تقدس کو پیش نظر رکھیے بلا ضرورت اپنی سیٹ چھوڑ کر نہ اٹھیں۔ دوران سفر مذہبی اور سیاسی بحث مناظرہ سے قطعی پرہیز کریں۔

کراچی سٹیشن پر اتر کر حاجی کیمپ جائیں، حاجی کیمپ کی جدید ترین عمارت کوئنز روڈ پر واقع ہے۔ کیمپ سے باہر رہنے پر پابندی نہیں لیکن بہتر ہے کہ حاجی کیمپ ہی میں قیام فرمائیں۔ کیمپ کے وسیع احاطہ میں جس بلاک میں جگہ ہو قیام کیجئے، اپنے کاغذات دفتر میں جمع کرائیں۔ جہاز میں سوار ہونے سے قبل یہیں سے پاسپورٹ اور جہاز کا ٹکٹ ملتا ہے۔ اس قیام کے دوران حج سے متعلق اعلانات و ہدایات جو وقتاً فوقتاً حج آفس سے نشر کیے جاتے ہیں غور سے سُنئے۔ حاجی کیمپ میں مختلف مذہبی تنظیمیں اور تبلیغی جماعتیں آتی ہیں ان سے مسائل حج اور دین اسلام کے بارے میں اچھی اچھی باتیں معلوم کرتے رہیئے۔ حاجی کیمپ کے اندر ہی مختلف بنکوں کی شاخیں ہیں۔ زرِ مبادلہ بصورت حج نوٹ اور سٹرلنگ پونڈز ٹریولر چیک بھی مل جاتے ہیں۔ زرمبادلہ کی یہ رقم جو آپ کو دی گئی ہے وہ بے جا اسراف اور قیمتی اشیاء کی خرید کی متحمل نہیں ہے، ہوائی اور بحری۔ راستوں سے جانے والوں کو جو زرِ مبادلہ دیا جاتا ہے اس قلیل رقم میں سے انھیں سرزمین حجاز میں —— مندرجہ ذیل اخراجات لازمی طور پر پورے کرنے ہوتے ہیں:—

(۱) کرایہ جدہ شریف تا مکہ شریف آمد و رفت بذریعہ بس ۲۲۔ ریال ۱۰ قرش
(۲) کرایہ بس منیٰ، عرفات، مزدلفہ، آمد و رفت ۳۵۔ ریال
(۳) کرایہ خیمہ منیٰ عرفات ۳۰۔ ریال
(۴) کرایہ بس مکہ شریف تا مدینہ شریف اور واپس جدہ ۱۰۱۔ ریال ۔ ۵ قرش
(۵) فیس معلّم مکہ مکرمہ، وکیل جدہ و زمزمی ۷۴ ریال۔
(۶) فیس مزدور مدینہ منورہ ۱۰ ریال،
(۷) کرایہ مکان مکہ شریف فی کس تقریباً ۷۰۔ ریال،
(۸) کرایہ مکان مدینہ منورہ فی کس تقریباً ۲۰۔ ریال
(۹) قربانی منیٰ فی کس تقریباً ۵۰ ریال

میزان ۴۱۲ ریال ۱۵ قرش۔

اس کے علاوہ ناگہانی ضروریات کی وجہ دیگر اخراجات کا احتمال ہے۔ روزانہ ضروریات مثلاً ایندھن، گوشت، دودھ، تیل وغیرہ پر خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔

جہاز کی روانگی کا وقت معلوم کیجئے اور وقت مقررہ سے کم از کم چار گھنٹے قبل بندرگاہ پر پہنچ جائیے۔ درجہ اول و دوئم بحری جہاز کے حجاج کی نشستیں مخصوص ہوتی ہیں لیکن تیسرے درجے کے عازمین حج ڈیک پر اور نچلے حصوں میں حسب خواہش بیٹھ سکتے ہیں۔ سوار کرانے والے قلیوں کی مزدوری مقرر ہوتی ہے لیکن ان سے طے کر لینا ضروری ہے۔ سارا سامان پہنچ جائے تو آخری پھیرے میں قلی کے ساتھ ہی اپنا ٹکٹ اور پاسپورٹ دکھا کر بسم اللہ پڑھ کر جہاز کی سیڑھی پر قدم رکھیے اور یہ دعائیں پڑھیئے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

ترجمہ: "اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور رکنا ہے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔"

سَفِیْنَۃُ الْحُجَّاج میں

جہاز پر سوار ہو کر اپنا اپنا سامان سنبھال کر حجاج کرام جنگلے پر آجاتے ہیں۔ ایک طرف آپ کا وطن عزیز اور آپکے احباب و اقارب ہیں دوسری طرف تاحدِّ نگاہ نیلگوں سمندر موجزن —— جس کی گہرائی و پہنائی کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں درمیان میں وہ سفینہ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے عزت والے گھر اور نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلّم کے سبز گنبد والے روضۂ مقدس لے جا رہا ہے، ایک طرف گھربار چھٹنے کا غم عزیز و اقارب سے بچھڑنے کا ملال، دوسری طرف طوافِ بیت اللہ کا جذبہ اور زیارتِ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا شوق، ان کا ملا جلا اظہار آنکھوں کی زبانی ہونے دیجئے۔ جہاز کا اعلان ہوتے ہی سیڑھیاں ہٹا لی جائیں گی اور —— پاک زمین شادباد —— کی پُرعظمت دُھن کے ساتھ جہاز آہستہ آہستہ ساحل چھوڑ دے گا اور آپ کو یوں محسوس ہوگا جیسے گناہوں اور لغزشوں سے پُر زندگی آپ سے دُور ہو رہی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیجئے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام بھیجئے۔

کراچی بندرگاہ نگاہوں سے اوجھل ہو جائے

(باقی صـ۱ پر)

درس قرآن

قیامت پر یقین

حضرت مولانا محمد زاہد الحسینی مدظلہ

(۹)

قرآن مجید نے ارشاد فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ (طٰہٰ ۱۳۱-۱۳۲) فرمایا، کہ اے میرے حبیبؐ! یا اے انسان، اے مسلمان! جو ہم نے دنیا والوں کو دنیا دی، وہ دنیا اگر حرام کی ہے تو آزمائش ہے۔ تم اپنی آنکھوں کو لمبی مت کرو۔ بلکہ جو ہم دیتے ہیں وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ جو مَیں دیتا ہوں وہ بہتر ہے، اُس میں برکت ہے۔ اس میں خوبی ہے، اس میں خیر ہے، اس میں بقاء ہے اور جو رزق تم نے خود حاصل کیا، اپنی خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لئے، اس میں نہ خیر ہے، نہ برکت ہے، نہ بقاء ہے۔ بلکہ اسی سورتِ رعد میں ——— مثال آگے قرآن نے دی۔ فرمایا جیسے کہ وہ انسان جو پیاسا ہو، اس کو پیاس لگی ہو اور وہ کسی ایسے کنوئیں پر جا کر پانی کی تلاش کرے جو کنواں پانی سے بھرا ہوا ہو اور پانی اس کے منہ تک پہنچ چکا ہو جیسے ہمارے ویران کنوئیں ہوتے ہیں لیکن وہاں پر نہ لوٹا ہو نہ رسّی ہو۔ اب پانی بڑا گہرا ہے اور کنوئیں کے منہ تک پانی ایسا ہے کہ اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، اب یہ کیا کرتا ہے پانی پینے کے لئے؟ کبھی کبھی تکلیفیں ہوتی ہیں تو انسان یوں کر گذرتا ہے — یہ کنوئیں کے منہ پر لمبا پڑ جاتا ہے، پیچھے پاؤں کا بھی خیال رکھتا ہے، کسی چیز کے ساتھ پاؤں پھنساتا ہے کہ کنوئیں میں گر نہ جاؤں — اور آگے ہوتا ہے پانی، پینے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ پی نہیں سکتا، نظر آ رہا ہے، سامنے دیکھتا ہے پانی ہے، ایک انچ یا دو انچ پانی رہ جاتا ہے اور اسی طرح اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

فرمایا۔ یہی حال ہے اس حریص انسان کا جو رزق کے پیچھے پڑا ہؤا ہے نہ حلال دیکھتا ہے نہ حرام دیکھتا ہے فرمایا۔ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ (رعد ۱۴) یہ اپنی منزل کو کبھی نہیں پا سکتا۔ یہ اس پانی سے کبھی اپنے آپ کو سیراب نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے سامنے جو چیز پیش کی گئی ہے وہ صرف اس کو ترسانے کے لئے ہے۔

میرے بزرگو! اور میرے بھائیو! انہی آیتوں میں جو ابھی مَیں نے پڑھی ہیں، تیسری بات جو قرآن مجید نے بیان کی وہ کیا بات ہے؟ کہ قیامت پر یقین نہ رکھنا، جس آدمی کو قیامت پر یقین نہ ہوگا وہ آدمی اللہ کی بات پر غور نہیں کرے گا، نہ وہ اللہ کی بات سنے گا، نہ وہ اللہ کی بات پر عمل کرے گا — تین باتیں قرآن مجید نے یہاں پر بیان فرمائیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آج یہ چند آیتیں ہو جائیں تو باقی تفسیر انشاء اللہ پھر کر دی جائے گی۔

اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ دلیل دی، پہلے دعوت تھی، اب دلیل دی۔ اَللّٰهُ الَّذِي، اللہ ہی وہ ذات ہے۔ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ، جس نے بلند کیا آسمانوں کو، بِغَيْرِ عَمَدٍ۔ بغیر کسی بھی ستون کے، ستون نہیں دئے، نہ کوئی لینٹر بنائے، کچھ بھی نہیں بنایا، آسمان بنائے، سمٰوٰت، ہمارا عقیدہ ہے کہ سات آسمان ہیں طِبَاقًا۔ تہ بہ تہ ہیں، تہ بہ تہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان میں ایک فٹ یا دو فٹ کا فاصلہ ہے جیسا کہ فرمایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک آسمان کا جو حجم ہے وہ اتنا موٹا ہے کہ پانچ سو سال تک انسان چلے تب جا کر اس کو طے کر سکتا ہے۔ اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچنے کا جو راستہ ہے وہ بھی پانچ سو سال کا راستہ ہے — ابھی ہم نے پایا کیا ہے؟ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (بنی اسرائیل ۸۵) آج ہم مذاق کر دیتے ہیں۔ وہ گگارین وغیرہ جو گیا تھا "آسمان" پر، کہتا تھا کہ مَیں نے دیکھا سارا آسمان اور خدا کہیں نہیں ملا۔ پھر ملا تو ماسکو کے قریب ہی کہیں مل گیا، پھر اس کی راکھ نیچے آئی۔ اللہ سے ڈرا کیجئے اللہ مجھے آپ کو اپنی خشیت کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا۔ اَللّٰهُ الَّذِي، اللہ وہ ذات ہے، رَفَعَ السَّمٰوٰتِ، جس نے بلند کیا آسمانوں کو، سات آسمانوں کو، بِغَيْرِ عَمَدٍ، بغیر کسی بھی ستون کے، تَرَوْنَهَا۔ تم اپنی آنکھوں سے آسمانوں کو دیکھتے ہو، ستون نہیں ہیں — اپنی آنکھوں کے ساتھ تمہیں آسمان نظر آتے ہیں، تم چاند کو دیکھتے ہو، تم سورج کو دیکھتے ہو، تم ستاروں کو دیکھتے ہو، تم شہابِ ثاقب کو دیکھتے ہو — ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ اور پھر بڑی بات یہ ہے کہ متوجہ ہؤا، قابض ہؤا، مسلّط ہؤا، اللہ کی ذات۔ کس پر؟ عَلَى الْعَرْشِ، عرش مجید پر۔ ان سب آسمانوں سے جو بڑا آسمان ہے، جو تمام آسمانوں پر حاوی ہے، اسے ہماری اصطلاح میں کہتے ہیں عرش۔ عرشِ عظیم بھی قرآن میں آتا ہے۔ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ (التوبہ ۱۲۹) اور عرش کریم بھی آتا ہے۔ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (المومنون ۱۱۶) اللہ تعالےٰ عرش کا مالک ہے، عرش جو آسمانی کائنات پر حاوی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا۔ بغیر ستونوں کے، اور تم آسمانوں کو دیکھ رہے ہو، تمہیں نظر آتے ہیں آسمان، اور پھر اللہ تعالےٰ مسلّط ہؤا، اللہ تعالیٰ قابض ہؤا، اللہ تعالےٰ متصرّف ہؤا، عَلَى الْعَرْشِ۔ عرش مجید پر بھی، عرش بھی اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت چلتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ عرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ اُسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا

عقیدہ غلط ہے، اسلام کے خلاف ہے، اللہ تعالےٰ ہر جگہ موجود ہے — هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (الحدید ع۴) اللہ ہر جگہ ہے جہاں بھی تم ہو۔ عرش پر مسلّط ہونے کا، عرش پر قابض ہونے کا، عرش پر مستوی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خدائیت، ربّ العالمین کا جلال اور جبروت اس قدر عظیم ہے کہ آسمان کی ساری کائنات اس سے لرزاں رہتی ہے۔ ایک ذرّہ بھی آسمان کا، ایک کونہ بھی آسمان کا اللہ کے حکم سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے قرآن مجید نے انسانوں کو متنبّہ کرتے ہوئے فرمایا۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (الرحمٰن ۳۳-۳۴) اے جنّو! اے انسانو! اگر تم میں کچھ طاقت ہے تو آسمانوں کے کناروں سے باہر نکل کر دیکھ لو۔ اگر تم میں کوئی طاقت ہے تو خدا کی خدائی سے باہر نکل کے دیکھ لو، تم کبھی اللہ کی خدائیت سے باہر نہیں نکل سکتے، تم کبھی بھی اللہ تعالےٰ کے تصرّف سے باہر نہیں جا سکتے۔

عرشِ مجید پر اللہ تعالیٰ کے مستوی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر بیٹھا ہُوا ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش پر بھی مسلّط ہے، ربّ العالمین عرش پر بھی متصرّف ہے اور کائناتِ سماوی کا چپّہ چپّہ اللہ کے حکم کے ماتحت ہے، جو اللہ فرمائے اس کو وہ ماننے کے لئے تیار ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط فرمایا اور دیکھ لو، اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یا اللہ آسمان میں کون علم الافلاک پڑھتا پھرے گا؟ کوئی آسان سی بات کیجئے، فرمایا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط اور کام میں لگا دیا اُسی اللہ نے سورج کو اور کام میں لگا دیا اسی اللہ نے چاند کو۔ اچھا بھائی! سورج کیا ہے؟ کون ہے خالق سورج کا؟ اللہ — چاند کا خالق کون ہے؟ اللہ۔ ایک دن کو روشنی دیتا ہے، ایک رات کو روشنی دیتا ہے، ایک بڑھتا گھٹتا ہے، ایک بڑھتا گھٹتا نہیں ہے لیکن دونوں کو قرار نہیں۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ (یٰسٓ ۴۰) فرمایا نہ سورج کو قرار ہے، نہ چاند کو قرار ہے — وہ کون ذات ہے جو سورج کو بھی اور چاند کو بھی اپنے حکم کے ماتحت لائی ہے؟ وہ اللہ کی ذات ہے۔ سورج کبھی ایک ہیبت پر رہا ہے۔ میرے بزرگو! کبھی اس نے اپنا نظریۂ حیات موڑا ہے؟ کبھی یوں ہُوا ہے کہ پاکستان کے کسی حصّے میں جون یا جولائی کے مہینے میں سورج وہاں سے چڑھ آئے جہاں سے جنوری میں چڑھا کرتا ہے؟ — نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی ہُوا ہے کہ چاند اکتیس دن کا ہو جائے۔ نہیں ہو سکتا۔ یہ کائناتِ سماوی اتنی عظیم کائنات ہے جس کو ابھی تک انسان نہیں پا سکا اور ہم یہ کہتے ہیں نہیں پا سکے گا، یہ کائناتِ سماوی اللہ کا راز ہے۔ اللہ کے راز کو زمین والے نہیں پا سکتے — تحقیق کرتے رہیں، اللہ کے راز کو یہ نہیں پا سکیں گے۔ خداوندِ قدوس کے رازوں میں اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا کہ وہ شیاطین جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے سے پہلے ملاءِ اعلیٰ کی طرف جایا کرتے تھے، آسمان کی خبروں کو کھینچا کرتے تھے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد جو کوئی اوپر جاتا ہے فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (الصّٰفّٰت ع۱) اس کے پیچھے شہابِ ثاقب لگ جاتا ہے۔ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی جو کائناتِ سماوی ہے وہ اُلوہیّت کا ایک رازِ عظیم ہے۔ انسان اس راز کو نہیں پا سکتا۔

فرمایا کہ میں نے چاند کو بھی کام میں لگا دیا، میں نے سورج کو بھی کام میں لگا دیا۔ اگر تم چاند کو دیکھو، اسی مسئلے پر غور کرو، یہ چاند کیسے چلتا ہے؟ کبھی ہلال ہوتا ہے، کبھی قمر ہوتا ہے، کبھی بدرِ منیر ہوتا ہے، پھر گھٹتا ہے، یہ کس طرح سورج کے مقابلے میں آ جاتا ہے، سورج کو نور کس نے بخشا، سورج میں گرمی کس نے پیدا کی؟ یہ کہاں سے کرۂ ناری آ گیا؟ اگر تم اتنا ہی سوچو تو تم مانو گے کہ اس عظیم کائنات کا خالق یقیناً کوئی ہے اور وہی اللہ کی ذات ہے۔ (باقی آئندہ)

اسلام کے اقتصادی مسائل

(قسط ۱۲)

• منصوبہ بندی اور اجتماعی مفاد • مسابقت
• اجارہ داری • فلاحی ریاست

شکور طاہر، ایم اے

اسلام انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ہمیشہ ترجیح دیتا ہے وسیع تر اجتماعی مفاد کی وجہ سے اگر انفرادی مفادات مجروح بھی ہوتے ہوں تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وسیع تر اجتماعی مفاد کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔

"اسلامی حکمت اقتصادیات میں یہ صداقت بھی شامل ہے کہ افادیتِ عامہ PUBLIC INTEREST افراد کی معاشی منفعتوں سے مقدم ہے۔ اسلام کے بہت سے اساسی قوانین اسی صداقت پر مبنی ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابیض بن حمال کو نمک کی ایک کان تفویض فرما دی تھی۔ بعد میں کسی صحابیؓ نے اس کان نمک کی صحیح صورت بیان کی تو مفادِ عامہ کے تقاضے کے تحت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے یہ کان واپس لے لی۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ کے کسی شخص نے بڑے پیمانے پر گھوڑوں کی تجارت کے لئے ایک اصطبل قائم کرنا چاہا اور اس کے بارے میں حضرت عمرؓ سے بات کی تو آپ نے شرط عائد کی کہ تمہیں اپنی ضرورت کا چارہ مدینہ کی حدود سے باہر سے لانا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے پیشِ نظر مصلحت یہ تھی کہ اگر مدینہ منورہ کا چارہ ایک ہی شخص وسیع پیمانے پر استعمال کرے گا تو عام لوگوں کو نایابی اور گرانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اجتماعی مفاد کی خاطر اسلامی حکومت جو اقدام چاہے کر سکتی ہے۔ مقصود یہ ہونا چاہئے کہ معاشرے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔ اسی اجتماعی مفاد کے تحت حکومت اگر چاہے تو کسی صنف کو قومی ملکیت میں بھی لے سکتی ہے۔

اسلام اقتصادی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیتا ہے اور حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ اجتماعی مفاد کی خاطر جو ضروری تدابیر چاہئے اختیار کرے، جن صنعتوں کو چاہے شروع کرے اور زراعت کے باب میں بھی جن فصلوں کی کاشت چاہے بند کر دے۔

اسی طرح اگر اجتماعی مفاد کا تقاضا ہو تو حکومت اشیائے صرف کی تقسیم کے بارے میں بھی منصوبہ بندی کر سکتی ہے۔ تاریخ ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کے دور کی مثال پیش کرتی ہے کہ قحط کے دنوں میں حضرت عمرؓ نے پورا حساب کر کے ہر فرد کے لئے راشن مقرر کیا اور باقاعدہ راشن کارڈ جاری کئے۔

اسلام اقتصادیات کے جو اصول پیش کرتا ہے ان میں یہ اصول بہت اہمیت رکھتا ہے کہ حکومت اجتماعی مفاد کی خاطر ہر ممکن قدم اٹھا سکتی ہے بشرطیکہ یہ قدم اسلام کے تقاضوں کے منافی نہ ہو اور اگر اجتماعی مفاد کی خاطر انفرادی مفادات کو یا وسیع تر مفاد کی خاطر قلیل یا ادنیٰ مفاد کو قربان کرنا پڑے تو روا ہے۔

۱۸- مسابقت

دولت کی پیدائش کے عمل میں مسابقت لازمی امر ہے۔

اسلام میں رزق حلال کی تلاش کے لئے مسابقت کی گنجائش موجود ہے لیکن مسابقت برائے مسابقت کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسلام افراد کو اجازت دیتا ہے کہ زمین میں چلیں پھریں، وسائل سے استفادہ کریں اور اپنے لئے رزق حلال پیدا کریں تاکہ کسب معاش سے مطمئن ہو کر اپنا اصل فریضہ بھی ادا کر سکیں — لیکن اسلام کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ ایک پیشہ اختیار کر کے اس پیشے کے دوسرے لوگوں کو اس پیشے سے نکل جانے پر مجبور کر دے اور یوں ان پر رزق کا ایک وسیلہ بند کر کے خود اجارہ دار بن جائے۔

اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ اسلام اس امر کی تو اجازت دیتا ہے کہ ایک ہی پیشے کے افراد کم از کم منافع اور گاہک کو زیادہ سے زیادہ سہولت دے کر ایک دوسرے سے مسابقت کریں لیکن — "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کے اصول پر —! دوسری طرف اسلام یہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک بڑا سرمائے دار جس کے پاس کروڑوں روپیہ موجود ہے، ایک پیشہ اختیار کرے اور دوسرے لوگوں کو اس پیشے سے بے دخل کرنے کے لیے مسلسل لاکھوں روپے کا خسارہ کھاتا رہے اور جب تھوڑے سرمائے والے لوگ بوریا جھاڑ کر اس پیشے سے دست کش ہو جائیں تو وہ بڑا سیٹھ اس پیشے پر اجارہ دار بن جائے اور اپنی مرضی کے مطابق نفع کمائے۔

اسلام — ایسی مسابقت کی اجازت نہیں دیتا جو ایک آدمی کو اجارہ دار بناد یا دوسرے لوگوں کو ابتغائے رزق کے جائز وسیلے سے محروم کر دے۔

۱۹- اجارہ داری

اسلام اجارہ داری کی اجازت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ قدرتی وسائل اجتماعی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ ہر شخص ان سے استفادے کا حق رکھتا ہے۔

اسلام کی رو سے ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ جونسا جائز پیشہ چاہے اختیار کر لے۔ اجتماعی مفاد کی خاطر حکومت منصوبہ بندی کر سکتی ہے اور ایسے اقدام کر سکتی ہے کہ کسی بھی پیشے پر کسی کی اجارہ داری قائم نہ ہونے پائے۔ ایسی مسابقت جو اجارہ داری ختم کرنے کی باعث ہو، اسلام میں جائز ہے لیکن ایسی مسابقت جو اجارہ داری کے قیام کی باعث ہو، ناجائز ہے۔

۲۰- فلاحی ریاست

اسلام کاروباری آزادی، جائیداد اور

انفرادی ملکیت کے حقوق کے ساتھ ساتھ معاشرے کے کچھ حقوق بھی پیش کرتا ہے۔

اسلام معاشرے کے جو حقوق پیش کرتا ہے ان میں سرفہرست یہ ہے کہ جو لوگ دولت کی پیدائش کے عمل میں حصہ لیتے ہیں اور دولت پیدا کرتے ہیں وہ اجتماعی ضروریات اور اپنے بھائی بندوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی کچھ دیں۔ اس سلسلے میں اسلام نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں اور کچھ ضرورت کے مطابق اقدامات کرنے کی اجازت دی ہے۔

فرائض اور ضروری امور کے ضمن میں زکوٰۃ، خراج، عشر، فیٔ اور غنیمت وغیرہ ہیں اور بوقتِ ضرورت اقدامات کے ضمن میں حکومت مجاز ہے کہ وہ جو مناسب اقدام چاہے کر سکتی ہے۔ اگر محصول یا ٹیکس عائد کرنا چاہے تو جائز ہے۔ اس سلسلے میں صرف ایک حوالہ دینا کافی ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

"زکوٰۃ کے علاوہ جائداد پر بھی ایک حق (محصول یا ٹیکس) ہے"۔

(ترمذی - ابن ماجہ)

اسلام فلاحی ریاست کا نظریہ پیش کرتا ہے یعنی ریاست اس امر کی ذمہ دار ہے کہ افراد کے لئے زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کرے — آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

"اللہ تعالٰے اس امت کو
پاکیزگی عطا نہیں کرتا جو اپنے
اندر کے کمزور آدمی کے لئے
اس کا حق نہیں نکال دیتی"۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس بستی میں کسی شخص نے
اس حال میں صبح کی کہ وہ
رات بھر بھوکا رہا تو اس
بستی سے اللہ کی حفاظت کی
ذمہ داری ختم ہوگئی"۔ (مسند امام احمدؒ)

فلاحی ریاست کا مقصود یہی نہیں کہ افراد کے لئے دو وقت کی روٹی کا انتظام کر دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کی بنیادی ضروریات پوری کی جائیں۔ اس وقت بنیادی ضروریات پانچ ہیں:۔

۱۔ خوراک

۲۔ لباس

۳۔ رہائش

۴۔ علاج

۵۔ تعلیم

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فرد کو اس کے حسب حال اور صلاحیتوں کے مطابق روزگار فراہم کرے۔ اگر روزگار فراہم نہیں کر سکتی تو اس فرد اور اس کے زیر کفالت افراد کے لئے زندگی کی پانچوں بنیادی ضروریات کا انتظام کرے۔ (باقی آئندہ)

مولانا قاضی زاہد الحسینی کا درس قرآن

جناب مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے کرمفرمائی کرتے ہوئے یہ منظور کیا ہے کہ ہر ماہ کی پہلی اتوار کو بوقت گیارہ بجے بمقام جامع مسجد گلبہار کالونی ۲ پشاور شہر میں درس قرآن دیا کریں گے۔ لہٰذا محترم قاضی صاحب ۴ جنوری ۱۹۷۰ء کو تشریف لائیں گے انشاء اللہ۔

اعلان

بدھ، جمعرات بتاریخ ۱۴، ۱۵ شوال ۱۳۸۹ھ ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء بمقام جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خان قصور مدرسہ جامعہ قاسمیہ قصور کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خلیفہ حضرت لاہوریؒ جہلم، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا عبدالعزیز چیچی ملتان، مولانا عبدالرحمٰن جامی خطیب شاہی مسجد لاہور، مولانا محمد ضیاء القاسمی لائلپور، مولانا جمیل احمد میواتی خلیفہ حضرت رائپوریؒ جمعرات بعد نماز مغرب مجلس ذکر کرائیں گے۔ (حبیب اللہ قادری)

تشنگانِ علومِ دینیہ کے لئے نویدِ مسرت

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں گذشتہ سال سے دورۂ حدیث بھی شروع کیا جا چکا ہے اور مدرسہ میں بحیثیت شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ جمال الدین زید مجدہم سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان علم حدیث کی خدمت میں مشغول ہیں۔ لہٰذا طلباءِ دین سے گذارش ہے کہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں داخلہ لے کر استفادۂ علمی حاصل کریں۔ اس سال نیا داخلہ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے لے کر ابتداءِ ذیقعدہ تک رہے گا اور تمام درجوں (حفظ، فارسی، عربی) کی تمام جماعتوں میں حسب نصاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان داخلہ ہوگا۔

(ناظم تعلیمات مدرسہ اشرف المدارس محلہ نانک پورہ گلی نمبر ۳ لائلپور)

بقیہ کاروانِ حجاز

تو اپنی جگہ پر آجایئے۔ اپنا بستر وغیرہ لگایئے تھوڑی دیر کے بعد کھانے والے آپ کے پاس ہی آجائیں گے۔ تیسرے درجے کے حجاج کو اپنے برتنوں میں کھانا لینا پڑتا ہے اس کھانے کے مصارف آپ پہلے ہی ادا کرچکے ہیں۔ عرشہ پر سفر کرتے ہوئے اعلیٰ کھانا لینا چاہیں تو باورچی خانہ کے مینیجر کو مزید پیسے دے کر انتظام ہو جاتا ہے۔ جہاز میں ہسپتال، ڈاک خانہ، مسجد، دھوبی اور کینٹین وغیرہ ہر چیز موجود ہے۔ خبریں سننے کا بھی اہتمام ہے۔ یہ پانچ چھ دن بالکل فراغت کے ہیں۔ تلاوت کلام پاک کرتے رہیے نمازیں پڑھیے اور حمد و ثنا کا سلسلہ جاری رکھیے! ــــ چڑھتے ہوئے سورج پر نگاہ ڈالیے ڈوبتے ستاروں کو پیش نظر رکھیے۔ جہاز کے ساتھ ساتھ بھاگتی رنگا رنگ کی مچھلیوں کا شمار کیجیے۔ سمندر کے پانی کی حد کو نظروں سے چھونے کی کوشش کیجیے۔ آپ پر خدائے واحد کی کرشمہ سازیاں منکشف ہوں گی۔

موت ہر انسان کا مقدر ہے کسی نفس کو اس سے مفر نہیں جہاز پر موت بڑی عجیب لگتی ہے۔ دو ڈھائی ہزار افراد کی اس تیرتی ہوئی بستی میں ایک آدھ حاجی جان ہار دیتا ہے۔ میت کو غسل دے کر کفن پہنا دیا جاتا ہے۔ لوہے کے دو ٹکڑے نعش کو بوجھل کر دیتے ہیں اور سبز ہلالی پرچم خاص قسم کے اس تابوت کو چاروں طرف سے ڈھک لیتا ہے۔ اوپر کی منزل سے اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ایک جگہ سے اس تابوت کو آہستہ آہستہ سمندر کی طرف اتارا جاتا ہے۔ اس کا نچلا حصہ سمندر کی سطح کے ساتھ ملتا ہے۔ ایک لیور کے ذریعے لکڑی کی لحد کھلتی ہے اور لہریں بڑھ کر نعش کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔ لکڑی کا خالی صندوق اوپر کھینچ لیا جاتا ہے ــ یہ عمل عموماً رات کی تاریکی میں ہوتا ہے تاکہ باقی مسافر خوف زدہ نہ ہوں اور انھیں علم نہ ہوسکے

ع کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا کس کا سہارا چھوٹ گیا

یوم اسلامی منشور منانے کا پروگرام

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا مفتی عبدالواحد نے اعلان کیا ہے کہ جمعیۃ یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے ملک گیر سیاسی مہم کا آغاز کر رہی ہے۔ ہر ڈویژن کے صدر مقام پر یکم جنوری کو سیاسی جلسوں کا اہتمام کیا گیا ہے اسی روز باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں سہ پہر ½۲ بجے زیر صدارت مولانا عبید اللہ انور جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں جمعیۃ کے مرکزی زعماء عوام سے خطاب کریں گے۔ ملک کے دیگر اہم شہروں میں بھی اسی دن عام جلسے ہوں گے ۲ر جنوری کو جمعہ کے روز ملک بھر میں "یوم اسلامی منشور" منایا جائے گا۔ جمعہ کے خطبات اور عام جلسوں میں جمعیۃ کے اسلامی منشور اور تمام مکاتب فکر کے ۳۱ نمائندہ علماء کے منظور کردہ ۲۲ نکاتی دستوری فارمولا پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مولانا مفتی عبدالواحد نے ملک بھر میں تمام جماعتی شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ جماعتی پروگرام کو پوری طرح کامیاب بنائیں اور قانونی دائرہ کے اندر رہ کر پرامن جلسوں وغیرہ کا وسیع تر سلسلہ شروع کر دیں۔

بقیہ: ادارتی نوٹ

قائد الفتح کے رہنما یاسر عرفات بھی عرب سربراہوں کی پانچویں کانفرنس ہے۔ صدر ناصر نے رباط روانہ ہونے سے پہلے یاسر عرفات سے بھی تبادلۂ خیالات کیا۔ فلسطینی حریت پسندوں نے عرب سربراہوں سے درخواست کی ہے کہ ہمیں مزید مالی امداد دی جائے تاکہ اسرائیل کے خلاف اپنی سرگرمیاں اور تیز کر سکیں۔ فلسطینی حریت پسندوں کی تنظیم نے ساڑھے کروڑ پونڈ مانگے ہیں۔

داخلے

● مدرسہ رشیدیہ واقع جامع مسجد پٹولیاں چوک لوہاری منڈی لاہور کا داخلہ یکم شوال سے شروع ہو چکا ہے درس نظامی کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ طلباء کرام کو علاوہ خورد و نوش کے مناسب نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ علوم دینیہ کے شائقین جلد از جلد پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔

(المعلن۔ محمد الیاس مہتمم مدرسہ)

● ادارہ دارالعلوم اسلامیہ اشاعت القرآن ڈگری شہر سندھ کی مشہور و معروف دینی درسگاہ ہے جو عرصہ دس سال سے نہایت جانفشانی اور تندہی سے دینی و ملی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور ملک کے مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام کی قدم بوسی کے شرف سے بھی بہرہ ور ہوتا رہا ہے اور اس کی تعلیمی خدمات پر ممتحنین حضرات و معائنہ کنندگان کی تقاریظ و آراء شاہد ہیں۔ دارالعلوم ہذا کی امتیازی حیثیت شعبہ طالبات عربی ہے جو کہ گذشتہ سال صحیح بخاری تک پہنچ چکا ہے اور امسال بھی پانچ طالبات بخاری شریف پڑھ رہی ہیں دارالعلوم اپنے نئے تعلیمی سال سے مروجہ نصاب (وفاق المدارس) کے ساتھ ساتھ مولوی، مولوی عالم کی کلاسوں کو بھی شروع کر رہا ہے جس کا داخلہ بالکل محدود ہے۔ شائقین علوم اسلامیہ اپنا داخلہ ۲۵ر شوال سے قبل حاصل کرلیں۔ (ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا)

(۵۵۹۱)

● مدرسہ عربیہ حدیقۃ الاحسان شاہی جامع مسجد شجاع آباد میں داخلہ آخر شوال المکرم تک جاری رہے گا امسال مدرسہ ہذا میں درس نظامی، فقہ، صرف و نحو، عربی فارسی، تجوید قرأت، قرآن کریم حفظ و ناظرہ کے علاوہ شعبہ پرائمری مع دینیات کی تعلیم کا بہترین انتظام بھی ہے بیرونی طلباء کے قیام و طعام لباس و رہائش و دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ ہی کفیل ہوگا۔ داخلہ محدود ہے۔ (مہتمم مدرسہ)

(5562)

● مدرسہ عربیہ اسلامیہ رجسٹرڈ بورے والا ضلع ملتان کے قیام کا داعیہ قطب العالم حضرت مولانا رائپوری نور اللہ مرقدہ کے قلب مبارک میں پیدا ہوا اور اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد رکھی مدرسہ میں آٹھ شعبہ جات ہیں جن میں درجہ حفظ تجوید، درس نظامی کے درجات کا داخلہ ۱۰ر شوال سے ۲۵ر شوال تک جاری ہے دو نئے قابل علماء کا امسال مزید تقرر ہوا ہے ابتدائے موقوف علیہ دورہ تک تمام کتب کی تدریس ہوتی ہے۔ عربی تقریر و تحریر کی مشقیں لازمی ہیں طلباء کے کل اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے۔ امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے

(المعلن۔ عبدالرحیم نعمانی مہتمم مدرسہ)

(5559)

● مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم رجسٹرڈ شکارپور روڈ سکھر کا داخلہ آخر شوال تک جاری رہے گا۔ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ جلد از جلد داخلہ لیں۔ قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہوگا۔ (مہتمم مدرسہ)

(5563)

● قاری کلاس گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ) میں سہ سالہ قاری کلاس کا داخلہ شروع ہے۔ حافظ قرآن کم از کم پرائمری پاس طلباء داخل ہو سکتے ہیں امیدواران داخلہ فوراً رجوع کریں

(حاجی اللہ دتہ بٹ مہتمم مدرسہ)

(5606)

دعائے صحت

برادرم جناب ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ایم۔اے پی ایچ ڈی مشیر وزیر تعلیم و مطبوعات محکمہ اوقاف حکومت مغربی پاکستان کے والد چوہدری جان محمد صاحب اپریشن کے باعث سروسز ہسپتال میں صاحب فراش ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اپریشن کامیاب ہوا ہے قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ چوہدری صاحب کی جلد شفائے کاملہ کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔

★

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کہ بندہ کی دعا برابر قبول کی جاتی ہے جب تک کہ وہ دعا نہیں مانگتا گناہ کی یا رشتہ کے منقطع کرنے کی جب تک کہ وہ جلدی نہیں کرتا۔ دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جلدی سے مراد ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا مانگی اور میں نے یہ دعا مانگی (یعنی بار بار مانگی) لیکن میری دعا قبول نہیں کی گئی اور اس کے بعد وہ مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔

ایجنٹ حضرات خط و کتابت کرتے وقت اپنے کھاتہ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

کھانے پینے میں حضورؐ کی سنت

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! آج کی فرصت میں ہم آپ کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے بارے میں کچھ باتیں بتانا چاہتے ہیں۔ انکو غور سے پڑھئے اور پھر ان پر عمل کر کے ثواب حاصل کیجئے۔ پڑھ لینا کافی نہیں عمل ضروری ہے۔ ہمارے حضورؐ اللہ پاک کے اس قدر شکر گزار تھے کہ اللہ پاک کی معمولی سے معمولی نعمت کو بھی بہت بڑی شمار کرتے تھے اور پھر یہ کہ جو کچھ کھانے کے لیے سامنے آ جاتا چاہے وہ بڑھیا ہوتا یا گھٹیا کھا لیتے۔ واپس نہ کرتے۔ ہاں اگر صدقہ کا ہوتا تو قبول نہ فرماتے۔ اور اگر کسی دن کچھ بھی نہ ملتا تو نہ اس کی فکر کرتے اور نہ جستجو۔ بارہا ایسا ہوا کہ کئی کئی دن بغیر کھائے گزر جاتے اور شدت بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیے جاتے۔ بعض دفعہ تو مہینے گزر جاتے کہ دولت کدہ میں چولھا ٹھنڈا ہی پڑا رہتا۔ مگر کیا مجال کہ صبر و شکر میں ذرا بھی فرق آئے۔

جب حضورؐ کھانے کے لیے تشریف فرما ہوتے تو پہلے ہاتھ دھو لیتے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے کھانا نہ تو بہت ہی گرم کھاتے اور نہ ہی زیادہ ٹھنڈا۔ آج کل کی طرح چھوٹی چھوٹی طشتریوں میں مختلف قسم کے کھانے سجا کر میز کرسیوں پر بیٹھ کر نہ کھاتے بلکہ زمین ہی پر دستر خوان بچھا دیا جاتا۔ اور اسی پر ایک ہی تھال میں بہت سے آدمی کھا لیتے۔ ہمیشہ آپؐ نے دائیں ہاتھ ہی سے کھایا ہے اور پیا ہے۔ ہمارے لیے بھی یہی سنت ہے کہ ہم بھی دائیں ہاتھ سے کھائیں پئیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں اور استنجا کریں۔ مگر ہم بہت سے مسلمان بھائیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں۔ انگریزی فیشن کے لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں۔ انگریز کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا تھا۔ اس لیے انہوں نے بھی انگریز ہی کی سنت کو بحال رکھا ہے۔ اپنے نبی کی سنت سے محروم ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ تمہاری بخشش کون کروائیں گے۔ تو جواب ملے گا کہ ہمارے حضورؐ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عمل انگریز کی سنت پر اور امید یہ

؎ ایں خیال است و محال است و جنوں

خدا کی شان ہے کہ یہ لوگ تو انگریز کے ایسے ہتھے چڑھے ہیں کہ اگر ان کو کوئی نیک بات یا دین کی بات بتائی بھی جائے تو غصہ ہوتے ہیں۔ لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنٹلمین لوہاری دروازے کی باہر والی سبیل پر پانی پینے لگا۔ اسی انگریز کی سنت کے مطابق بائیں ہاتھ سے پینا شروع کیا۔ میں نے اُسے ٹوکا۔ بابو صاحب دائیں ہاتھ سے پیجئے ثواب ہوگا۔ مسلمان دائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور کافر بائیں سے اول تو وہ مجھے غصہ کی نظر سے گھورنے لگا۔ اور پھر بولا دائیں بائیں کی کوئی بات نہیں۔ پانی ہی پینا ہے۔ کسی ہاتھ سے پی لیا۔ یہ تو تم جیسے ملاؤں نے یونہی مسئلے گھڑ رکھے ہیں۔ یہ ہے انگریز کی تعلیم اور صحبت کا اثر۔ کافر کی ادا اُسے اچھی لگی۔ اور اپنے رسولؐ کے طریقے کو کیسی بُری طرح محسوس کیا۔ واقعی حضرت مولانا شیخ التفسیر ٹھیک فرمایا کرتے تھے کہ اے انگریز تھا تو تو کافر۔ مگر میں تیری عقل کی داد دیتا ہوں کہ تو نے مسلمان زادوں پر وہ جادو کیا کہ ان میں سے بہتوں کو بے دین بنا گیا۔ بلکہ دین کا دشمن بنا گیا ہے۔

حضورؐ اللہ پاک کی نعمتوں میں کوئی عیب یا برائی ہرگز نہ نکالتے۔ بلکہ کھانا اگر پسند آتا تو کھاتے۔ ورنہ ہاتھ کھینچ لیتے، فارغ ہونے کے بعد جب کھانا اُٹھایا جاتا تو پھر ہاتھ دھوتے اور کُلّی کرتے اور یہ فرماتے کہ اس خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں کھانا کھلایا سیراب اور شاداب کیا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

آپؐ بالکل سادہ کھانا نوش فرماتے تھے تکلفات کا آپؐ کے ہاں بالکل نام نہ تھا۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ اور ان کے دو ساتھی حضرت سلمیٰ رضؓ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضورؐ کو جو کھانا پسند تھا وہ ہمیں پکا کر کھلائیں۔ حضرت سلمیٰ رضؓ نے کہا کہ حضورؐ تو بہت سادہ کھانا تناول فرماتے تھے۔ اس کو تو تم پسند بھی نہ کرو گے حضرت حسنؓ بولے نہیں ہم ضرور پسند کریں گے۔ آپ ضرور پکائیں۔ حضرت سلمیٰ رضؓ اُٹھیں تھوڑے سے جَو چکی میں دَل کر ہنڈیا میں ڈالے۔ ذرا سا زیتون کا تیل ملا کر اور کچھ نمک مرچ اور زیرہ چھڑک کر فرمایا۔ کہ یہ کھانا حضورؐ کو بہت مرغوب تھا۔

اس زمانہ میں چھلنی کا رواج تو نہ تھا۔ بس جَو کا آٹا پیس کر پھر پھونک مار کر چھلکا اُڑا دیا جاتا تھا۔ اور جیسی چپاتیاں آج کل ہمارے ہاں پکتی ہیں۔ ایسی حضورؐ نے نہ کبھی پکوائیں اور نہ کھائیں اور حد یہ ہے کہ جَو کی روٹی بھی عمر بھر پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ اس لئے نہیں کہ آمدنی کچھ کم تھی۔ بلکہ اس لئے کہ حضورؐ کے مال میں فقیر۔ مسکین یتیم اور بیوہ برابر کے حقدار تھے۔ جو کچھ آتا تھا وہ اسی وقت ان پر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

نمک اور سرکہ کی حضورؐ نے بڑی تعریف فرمائی کہ ان سے غریب سے غریب بھی بڑے مزے کے ساتھ روٹی کھا سکتا ہے۔ پیٹ بھر کر آپ کبھی نہیں کھاتے تھے. بلکہ کچھ بھوک رکھ لیا کرتے تھے۔ تر چیزوں کو تین انگلیوں سے کھاتے اور ختم پر ان کو چاٹ لیتے اور آج کل تو اُنگلیاں چاٹنے اور برتن صاف کرنے کو کسرِ شان سمجھا جاتا ہے۔ اس خیال سے کہ دیکھنے والے یوں کہیں گے کہ یہ تو بڑا ندیدہ ہے جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

ہڈی میں ذرا بھی گوشت ہوتا پھینکنے کی اجازت نہ دیتے۔ گری ہوئی چیز کو فرماتے کہ اس کو صاف کر کے کھا لو۔ دستر خوان پر جو ٹکڑے وغیرہ گر جاتے ان کے کھا لینے کو برکت کا سبب فرماتے۔

ہدیہ کی چیز تو ہمارے حضورؐ شوق سے کھا لیتے تھے۔ مگر صدقہ کی چیز ہرگز نہ کھاتے تھے۔

پانی۔ دُودھ۔ لسّی اور شربت وغیرہ پیتے تو بیٹھ کر خوب اطمینان سے تین سانس لے کر پیتے اور ہر دفعہ برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لیتے تھے۔

حضورؐ کی عام غذا جَو کی روٹی۔ ستو چھوہارے، گوشت اور دودھ تھی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۹/۲۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۱۱۲-۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام
عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر
خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا